A[illegible] AI TARIKH NUMA

آئینہ تاریخ نما

BY

RAJAH SIVAPRASAD, C.S.I.

حصّہ اوّل

راجہ شیوپرشاد ستارہ ہند نے

اپنی کتاب مؤلفہ ہندی موسومہ

इतिहास तिमिरनाशक

سے اردو مین ترجمہ کیا

بعد تصحیح و تحشیہ صاحب ڈاکٹر بہادر سررشتۂ تعلیم ممالک مغربی و شمالی

حسب الحکم جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک مغربی

گورنمنٹ پریس الہ آباد مین طبع ہوا

8th Edition 2,000 Copies,
Price per Copy, six annas.

سنہ ۱۸۷۷ء

طبع ہشتم ۲۰۰۰ جلد
قیمت فی جلد ۶/

آئینہ تاریخ نما

پہلا حصہ

کیا دنیا مین ایسے بھی لوگ ہین جنکو اس امر کے سننے کا شوق نہو کہ اونکے باپ دادا اور بزرگون کا کیا حال تھا اونکے زمانے کے آدمیون کا طور اور طریقہ بسر اوقات اور سرکار دربار کا کس وضع پر تھا اور ملک کی کیا حالت تھی اور کون کون سے راجا اور بادشاہ کس کس عہد مین اور کس طرح سے حکمران رہے اور کیسا کیسا ظلم اونھون نے رعایا پر کیا اور کیسی کیسی مصیبتین کس کس مقام پر یہان کے باشندون پر گذر گئین جس سے اونکی سلطنت مین انقلاب عظیم زمین و آسمان کا ہو گیا پس باپ دادا اور بزرگ تو درکنار اب ہم اس کتاب مین اوس زمانے سے لیکر جس سے آگے کا کسی کو کچھ حال مفصل معلوم نہین ہے آج تک کا کچھ احوال مختصر اپنے ملک کا قلمبند کرتے ہین سبکو گوش رغبت سے سننا چاہئے

یون یافت ہوا ہی کہ ہندوستان مین قدیم الایام مین سورج بنسی اور چندر بنسی
راجا حکمران رہے ہین چنانچہ سورج بنسیون مین سے پہلا راجا اکشواکو
ہوا جو بیوسوت منو کا بیٹا تھا اور جسکی دارالسلطنت اجودھیا تھی اوسکی
پچپن پشت کے بعد اس خاندان مین راجا رامچندر راجا ہوئے
اونھون نے تعمیل حکم اپنے والد کے ۱۴ برس تک جنگل مین بود و باش
اختیار کی ایک اور لڑکی جسکا نام ایلا تھا بدھ کے ساتھ جو چندرما کا بیٹا
تھا منسوب ہوئی اور پیدا ہوا اوسکا بیٹا پرتشٹھان پور مین جسکو اب جھونسی
کہتے ہین اور گنگا پار مقابل الہ آباد کے واقع ہی آکر چندربنسیون مین سے پہلا راجا ہوا
پُران سے ثابت ہی کہ اوسی پرورا کی پینتالیسوین پشت مین مہاراج
جدہشٹر پیدا ہوئے اور محاربۂ عظیم مہابھارت مین جو کرکشیتر کے میدان مین
واقع ہوا اپنے چچیرے بھائی جو دُرجودھن کو جو ہستناپور کا راجا تھا مار کر
اور خود اندرپرست یعنی دلی کا تخت چھوڑ کر اپنے بھائیون کے
ساتھ کوہستان ہمالیہ مین چلے گئے اور راجا پرکھشت پوتہ اونکے
بھائی ارجن کے تخت دلی مین جا کر تخت نشین ہوا حکومت راجا پرکھشت
سے لیکر چھبیس پشت تک اوسی کے خاندان کے راجا دلی مین سلطنت
کرتے رہے لیکن چھبیسوین پشت مین راجا کھیمک ایسا غافل اور
بد اقبال پیدا ہوا کہ اوسکا وزیر اوسکو قتل کر کے آپ تخت کی گدی پر بیٹھ لیا

اندرپرست کا راجا بنگیا اور مین بن اوسکے خاندان کے راجا چودہ ۱۴ پشت
تک مسند آرای حکومت رہے بعد اسکے جس طور سے کہ وہ راج آیا تھا
اوسی طرح دوسرن کے ہاتھہ چلا گیا یعنی سولہوین پشت مین تیسرے خاندان
کے لوگ اوس ملک کے مالک ہوئے لیکن جب اونکی بھی نوین پشت مین
راجا راجپال نے غرور اور بد مزاجی سے رعیت اور سپاہ کو تنگ کیا تب
کمایون کے راجا سکھونت نے فوج کشی کرکے راجپال کو قتل کیا او
اندرپرست کو اپنی قلمرو مین شامل کرلیا بعد اسکے بکرمادت نے اوس
پہاڑی راجا کو بھی گدی پر سے اوتار سارے ملک مین اپنا سکہ جاری کیا

राजपाल
कमाऊ
सुखवन्त
विक्रमादित्य

مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہی
آسمان اوسکا وہین کاسہ سر لیتا ہی

الغرض ادھر تو یہہ لوگ یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے
اور اودھر مگدہ دیش مین جراسندھ کے بعد جسکی دار السلطنت راجگرہ
تھی اور جسے مہاراج جدشٹر کے بھائی بھیم نے کرشن کی امداد سے قتل کیا
تھا اوسکی اولاد مین بائیس راجا پشت در پشت راج کرتے رہے پھر اوس
بھی آخری راجا کو جسکا نام ریپجی تھا اوسکے وزیر سونک نے قتل کیا اور اوسکے
تخت پر آپ بیٹھہ گیا

जरासंध
राजगृह
भीम · कृष्ण
रिपुंजय
सुनक

چونکہ یہہ متحقق ہو چکا ہی کہ اگلے زمانے کی کوئی تاریخ ایسی معتبر نہین ملتی کہ

جس سے اوس زمانے کا احوال مفصل اور سلسلہ وار معلوم ہو جائے اسلیئے اب ہم سکندر کے وقت سے حالات گذشتہ کا خلاصہ لکھنا شروع کرتے ہین *

مخفی نرہے کہ پچھم کے ملک والون کی چڑھائیون کا حال جو کچھہ پایہ ثبوت کو پہونچا ہی وہ اس طرح قلمبند کیا جاتا ہی کہ تین سو تین برس پیشتر عیسی مسیح کے یونان کے سکندر اعظم نے ایران کے بادشاہ عالی تبار دارا کو شکست دیکر ہندوستان پر چڑھائی کی تھی اوس زمانے مین مگدہ دیش کا راج سونک کے گھرانے سے بعد از حکمرانی چار پشت کے تکشک کے خاندان مین جنکو ناگ بنسی کہتے ہین منتقل ہو گیا تھا چنانچہ دس پشت تک برابر ان ناگ بنسی راجاون نے راج کیا آخری راجا اس بنس کا مہانند ہوا اوسکے عہد سلطنت مین تمام ہندوستان مین دین بدھ کا مروج تھا صرف کہین کہین کے باشندے مثل بنارس و قنوج وغیرہ کے بید کو مانتے تھے *

तक्षक

महानन्द

فارسی تواریخون مین لکھا ہی کہ سکندر قنوج تک آیا لیکن یہہ بات محض غلط اور بے اصل معلوم ہوتی ہی کیونکہ اوسکے ہمراہیون نے اپنی یونانی کتابون مین درج کیا ہی کہ وہ دریای ستلج کے کنارے سے آگے نہین بڑھا *

اگرچہ سکندر اعظم نے ایک لاکھہ بیس ہزار فوج کے ساتھہ دریای سندھ پر پل باندھکر عبور کیا تھا لیکن دریای جھیلم کے ہطرف گل کیا یہ ہزار سوار اور تہا سب راجاون نے کوہستان اور سندھ ساگر دواب کے اسکی اطاعت

قبول کی مگر پنجاب کا راجا جو کہ شاید پورس یا پور کی اولاد مین تھا اوس سے لڑنے کو طیار رہا جہلم کے اس پار تیس ہزار پیدل اور چار ہزار سوار اور بہت سے ہاتی لیکر سکندر سے آ مقابل ہوا +

تین پہر تک خوب زور شور سے میدان کارزار گرم رہا بعد اسکے راجا کی فوج شکست کھا کر بھاگی لیکن راجا نے جب بھی میدان سے مُنہہ نہ پھیرا بلکہ اپنے ہاتی پر میدان مین ثابت قدم رہا سکندر اوسکی یہہ بہادری دیکھکر نہایت متعجب ہوا اور راجا سے کہلا بھیجا کہ اگر اب بھی تم ہمارے پاس چلے آوٗگے تو تمھاری جان بخشی کیجائیگی بلکہ تمھاری عزت اور حرمت مین کسی طرح فرق نہ آئیگا راجا اس پیام بادشاہ کو قبول کر بیباکانہ بلا تکلف سکندر کے پاس چلا گیا سکندر اوسے دیکھکر بولا کہ اب ہم تمھارے ساتھہ کس طور سے پیش آئین راجا نے جواب دیا کہ جس طور پادشاہ پادشاہون کے ساتھہ پیش آتے ہین سکندر یہہ بات سُنکر بہت خوش ہوا اور تمام ملک اوسکا اوسی کو بخش دیا بلکہ تھوڑا سا اور بھی اپنی طرف سے عنایت کیا بعد اسکے سکندر ستلج کے کنارے پر آیا لیکن فوج اسکی نہایت تھک گئی تھی اور بسبب آجانے موسم برسات کے سپاہیون نے آگے بڑھنے سے عذر کیا تب سکندر نے لاچار ہوکر وہین سے مراجعت کی سوای اسکے یہہ بھی متخیل ہوتا ہی کہ اوس وقت مگدھ دیش کے راجا مہانند کی فوج مین جو ناگ بنسی خاندان مین تھا چھہ لاکھہ پیادے اور بیس ہزار

جسکا نام پورس ہی ... یونانیون نے اپنی کتابون مین لکھا ہی

سوا اور نو نہر رہا تہے شاید اوسی کا رعب اور خوف سدا سکندر کا ہوا
الغرض مگدہ کا راجا مہانند اپنے وزیر کے ہاتھ سے مارا گیا اور اوسکے آٹھ
بیٹون نے ملک بارہ برس تک راج کیا لیکن نوان چندرگپت نامی ایک لڑکا
ناین کے پیٹ سے ایسا زبردست پیدا ہوا کہ اوسنے چانک برہمن کی مدد
سے اپنے تمام بہائیون کو مروا ڈالا اور سارے راج کو اپنے تحت حکومت مین
کرلیا اور بلکہ ایسا صاحب اقبال ہوا کہ بابل کے یونانی بادشاہ سلیوکس
کی لڑکی سے اپنی شادی کی اور دس پشت اوسی کے خاندان مین راج رہا
اور یہہ بھی بات قابل یاد رکھنے کے ہی کہ اوسی کے وقت مین ایک ایلچی
مگاستھینیس نامی سلیوکس کے دربار سے یہان آیا تھا اور اوسی کے بیان سے
یونانیون کو ہندوستان کے حالات اور رسم سے اطلاع ہوئی تھی ٭
ہندوون کے شاستر مین لکھا ہی کہ برہمنون نے تمام ہندوستان کو گمراہ اور
بیدین جانکر یعنی سارے ملک کو ناپاک دیکھکر اربدگر کے اوپر جسکو ابو کا
پہاڑ کہتے ہین ایک اگن کنڈ یعنی آتشکدہ بنایا اور وہان دیوتاؤن نے آپ
انکر چار مورتین اوس کنڈ مین ڈالدین اون مورتون سے اگن کل کے
چار چھتری یعنی پرمر خواہ پرمار چوہان سولنکی اور پرہار پیدا ہوئے
مقصد اس بیان کا یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شاید اون برہمنون نے اون چار
آدمیون کا شاستر کی رو سے ازسرنو دوبارہ جنم ٹھہرایا ہی اور اس وجہہ سے

اونکو اصلی چھتری قرار دیا ہی اون مین سے پرمر خاندان والے جو کہ پوار کہلاتے
ہین یہانتک بڑھے کہ وہ ایک وقت مین تمام ہندوستان کے راجا ہو گئے
ان اگن کلون نے بدھ کے دین والون کو قتل کرکے ہندوستان سے
نکالنا اور برہمنون کے مذہب کو نئے سر سے قائم اور جاری کرنا شروع کیا
اسی پرمر بنس مین ستاون برس قبل از تولد عیسی مسیح کے راجا بکرماجیت
اجین کے تخت پر بیٹھا اور سب راجاون کو اپنا باجگزار کیا

اگرچہ یہہ راجا ایسا صاحب عزم و جلیل الشان و غریب پرور بادشاہ ایک ایسے
وسیع ملک کا تھا کہ آج تک جسکا سمت جاری ہے لیکن کیفیت اوسکی خاکساری
اور انکسار کی یہہ تھی کہ جٹا اپنے سر پر رکھتا اور ہمیشہ سپرا ندی سے پانی کا تونبا
خود جا کر بھر لایا کرتا تھا

اگرچہ بعد راجہ بکرماجیت کے اجین کے راجا لوگ اپنے وقت سے لیکر مسلمانون
کی اول چڑھائی تک اکثر نامی اور بلند اقبال ہوتے رہے لیکن اندر بنس کے
راجاون کی طاقت و حشمت و شان و شوکت اونسے بدرجہا زیادہ تھی
چنانچہ اہل روم بھی اپنی کتابون مین ان راجاونکی عظمت کے معترف ہین اور سلطنت
اس راج کا ملک مگدھ دیس مین پاٹلی پتر تھا جسکو اب پٹنہ اور عظیم آباد کہتے ہین
بانی اس اندر بنس کا ایک شودر تھی وہ شودر اپنے مالک کن بنس کے آخری راجا
کو قتل کرکے خود راجا بن گیا تھا اور حقیقت حال اس اندر بنس کی یہہ ہی کہ جب

पाटलीपुत्र

خاندان چندر گپت کا نیست و نابود ہو گیا تب سنگ بنسی راجا دس پشت تک حکومت کرتے رہے اور جب اس خاندان کا بھی خاتمہ ہو گیا تب کن بنسی راجا بجای اونکے تخت نشین ہوئے +

راجا مہا کرن اسی اندر بنس مین ہوا ہی جسکی عالی ہمتی اور بلند حوصلگی اور سخاوت کا چرچا آج تک حاتم کیطرح شہرۂ آفاق ہی +

کن بنس مین چار راجا ہوئے اور اندر بنس کے آخری راجا کا نام پلوم تھا یہہ پلوم بھی ہندوستان کا اتنا بڑا نامی راجا ہوا کہ اسکی سلطنت کا شہرہ چین تک پونہچا جب راجای پلوم اپنے اخیر وقت مین غم دنجود جا کر گنگا مین ڈوب مرا تب بجای اوسکے رام دیو اوسکا سپہسالار مسند حکومت پر بیٹھا اور اسنے سمندر کے کنارے سے لیکر کشمیر تک سارے راجاؤن کو اپنا فرمانبردار کیا بعد اوسکے مرنیکے اسی طرح اوسکی فوج کا سردار پرتاب چند راجا ہوا +

पुलोम

اسی پرتاب چند کے عہد مین نوشیروان بادشاہ ایران نے ہندوستان پر لشکر بھیجا تھا اور جسقدر خراج اوس ملک کا باقی رہ گیا تھا سب پرتاب چند سے دام دام وصول کر لیا نوشیروان کا عدل و انصاف آج تک مشہور و معروف ہی یہہ بادشاہ سنہ ۵۳۱ء مین تخت نشین ہوا تھا +

سنہ ۵۳۱ء

پرتاب چند کے مرنیکے بعد یہان کا راج ایسا ابتر اور غارت ہوا کہ اوسکے تمام صوبہ دار اپنے اپنے صوبے دبا بیٹھے اور سب جدا جدا راجا بن گئے +

مؤرخون نے ان سب ناظمون کی طوائف الملوکی کو راجا اندر کے خاندانون کا راج لکھا ہی اوس زمانے مین چھتریون سے راج بالکل جاتا رہا تھا اور برہمن سے لیکر شدر ہیر اور پہاڑی جنگلی تک علاقہ نگدہ الہ آباد متھرا کاشی قنوج وغیرہ مین سب خود مختار ہو کر راج کرنے لگے تھے گویا ناؤ کی رات مین جتنے [illegible] ہو گئے تھے

اسی نوشیروان کی فوج نے بلبھی پور کو جو دیوس کے راجاؤن کا گجرات مین قدیم دار السلطنت تھا بالکل غارت اور مسمار کر دیا تھا یہانتک کہ راجا کے کنبے مین سے کسی کو زندہ اور سلامت نہ چھوڑا۔

یہ اودیپور کے راجا اپنے تئین اسی خاندان کے فرزندون کی اولاد مین بتاتے ہین غرض بلبھی پور سے صرف ایک رانی پشپاوتی زندہ بچ کر وہ ملیگر کے کسی غار مین جا کر چھپ رہی تھی لیکن وہ رانی حمل سے تھی اوس جگہہ اوسکے ایک لڑکا پیدا ہوا اور نام اوسکا گوہ رکھا گیا آخر کو وہی لڑکا ایدر کو عمل مین لا کر وہان کا راجا ہوا اور کہتے ہین کہ نوشیروان کی پوتی سے بیاہ کیا۔

گوہ کے بعد ایدر کی گدی پر آٹھ راجا بیٹھے آٹھوین راجا کا چھوٹا لڑکا جسکا نام بایا تھا اپنے باپ کے قتل ہونیکے بعد بھانڈیر کیطرف بھاگ گیا اور وہین گڈریون مین پرورش پا کر اوسنے ہوش سنبھالا اور قریب ۷۲۸ع کے ڈہلنسے چتوڑ مین راج کرنے لگا اوسی زمانے مین مسلمانون کے پیغمبر محمد کی وفات کے بعد اونکے دوسرے

خلیفہ عمرؓ نے ایران کو فتح کر کے کچھ فوج ہندوستان کی طرف بھیجی تھی
مگر اوّل ہی لڑائی مین اوس لشکر کا سردار مارا گیا بعد اسکے خلیفہ چہارم علیؓ
نے فوج بھیجکر دریای سندھ کے کنارے کا تھوڑا سا ملک فتح کر لیا تھا
مگر علیؓ کے شہید ہونے کے بعد مسلمان لوگ خود اوس ملک مفتوحہ کو چھوڑ کر
چلے گئے +

سنہ ۷۱۱ع

پھر سنہ ۷۱۱ع مین خلیفہ ولید کے زمانے مین مسلمانون کی فوج نے بڑے
بڑے معرکے کیئے یہان تک کہ تمام سندھ مین اون لوگون نے عمل دخل
کر لیا اور بہت سے راجاؤن کو اپنا باجگذار کیا تین برس کے بعد اوسی فوج
کے سپہسالار محمد بن قاسم نے چڑھائی کی اور گجرات کو فتح کر کے چیتور
کی جانب عزیمت کی لیکن وہان باپا سے شکست کھائی اور اُلٹا پھر گیا +
باپا سلیم حاکم کھمبات کی لڑکی سے شادی کر کے اور چیتور کے پہلے
راجا کو نکال کے آپ وہان کا راجہ بنگیا پھر تھوڑے دنون کے بعد اپنے
دین آبائی کو چھوڑ مسلمان ہوکر خراسان کو چلا گیا +

سنہ ۸۱۲ع

سنہ ۸۱۲ع مین خلیفہ ہارون الرشید کے بیٹے مامون الرشید بادشاہ
خراسان نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہندوستان پر یورش
کی وہ یہان آکر بڑے زور سے چیتور پر حملہ کیا اوسوقت چیتور مین باپا
کے پوتے کا بیٹا مسند نشین حکومت تھا نام اوسکا راجہ کھمان تھا چنانچہ

وہ راجہ مامون الرشید کے ساتھہ چوبیس لڑائیاں متواتر لڑا لیکن آخر کو شکست کھا کر
ہندوستان سے چلا گیا بعد اسکے سنہ ۹۷۰ع مین امیر ناصرالدین سبکتگین غجستان کے
بادشاہ نے ہندوستان پر عزیمت کی اور پنجاب کی سرحد پر کئی قلعے مفتوح کیے
یہہ خبر سنکر جیپال لاہور کا راجا اسقدر جوش و خروش مین آیا کہ خود سندھ
سے اتر کر حدود خراسان مین جا پہنچا لیکن خدا کی قدرت سے وہان بھی
شکست کھائی اور خراج دینے کے وعدے پر رہائی پائی لیکن جب لاہور
مین آیا تب سارے قول و قرار بھول گیا اور خراج نہ بھیجا سبکتگین نے
اوس سے انتقام بدعہدی کا لینے کے لیئے پھر پنجاب پر چڑھائی کی
اس طرف سے راجا جیپال دلی اجمیر کلنجر اور قنوج کے راجاؤنکی امداد سے دریا
سندھ کے پار اتر لمغان کے نزدیک بادشاہی فوج سے جا مقابل ہوا لیکن اوس
میدان مین بھی اوسنے شکست کھائی اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے اوس وقت
اجین اور پاٹلی پتر کے راج کو برباد ہوئے ایک عرصہ گذر چکا تھا اور بہتیرے
راجا ہندوستان کے ایک ایک ملک مین راج کر رہے تھے اور علی ہذا ادھر
اندرپرست کا بھی یہہ حال تھا کہ جس وقت سے مہاراج بکرمادت نے دلی کے
راجا کو دور کیا تھا اوس دن سے ہانکا تخت کچھہ اوپر بائیس سو برس تک بے راجا
کے خالی پڑا رہا حتی کہ گردش زمانہ سے دلی کو تومرون نے اپنا دارالسلطنت
بنا لیا اور جبسے لیکر تا عہد راجا اننگ پال خاندان مذکور کے اکیس راجا دہلی کے

سنہ ۹۷۰ع

तोमर

مسند نشین ہوئے اننگ پال نے اپنے نواسے پتھی راج قوم چوہان کو جو اجمیر کا راجا تھا اپنا جانشین کیا اور اسی صورت سے قنوج پر راٹھور متصرف تھے میواڑ میں گوہلوٹ قابض ہو رہے تھے گجرات میں سولنکی راج کرتے سوا ان کے اور بھی بہت سے چھوٹے چھوٹے راجا اپنے اپنے راج کر رہے تھے غرض اس آپس کی پھوٹ سے مسلمانوں کو اس ملک میں چلا آنا کچھ ... یہانتک کہ دیکھتے دیکھتے انھوں نے سارا ملک دبا لیا اور کل ہندوستان کے مالک ہوئے ٭

بیان سلطان محمود غزنوی کا

سنہ ۹۹۷ء میں جب سبکتگین نے وفات پائی اس وقت اسکے بیٹے محمود کی عمر تیس برس کی تھی محمود نے اپنے بھائی اسمٰعیل کو جو بجای والد مرحوم کے بادشاہ ہو گیا تھا سات مہینے میں تخت سے اوتار قید کر لیا اور خود بادشاہ ہو گیا اور ملقب بسلطان کہ جس سے کوئی بادشاہ قبل اسکے اہل اسلام اس تاج کا ملقب نہیں ہوا تھا اپنے تئین مشہور کیا اوس زمانے میں ایران توران وغیرہ کی سلطنتیں بسبب مخالفت باہم کے اسقدر کمزور ہو گئی تھیں کہ اگر سلطان محمود اس طرف کو اپنے لشکر کی عنان عزیمت پھیرتا تو اوسکا کوئی روکنے والا معلوم نہیں ہوتا تھا لیکن چونکہ دولت حشمت ہندوستان کا شہرہ دور دور تھا اور سلطنت اہل اسلام کو ملک ایران میں

سنہ ۹۹۷ء

تسلط کیئے ہوئے ساڑھے تین سو برس سئے یادہ کا عرصہ گذر چکا تھا
اس لیئے بادشاہ محمود غزنوی نے چاہا کہ اس قطعۂ زرخیز ہندوستان پر
یورش کرے چنانچہ وہ سنہ ۱۰۰۱ء مین بجمعیت دس ہزار سوار چیدہ اور منتخب کے
اپنی دارالسلطنۃ غزنین سے روانہ ہندوستان ہوا اور آتے ہی متصل پشاور کے
[illegible] اپنے باپ کے قدیمی دشمن جیپال والی لاہور سے کیا اس لڑائی
مین بادشاہ نے فتح پائی اور جیپال مقید ہوا بعد اسکے بادشاہ مع اپنی فوج
کے بے تکلف دریائے ستلج کے اس پار اتر آیا اور قلعہ بٹنڈا کو مفتوح کرکے
خوب غارت کیا یہہ بٹنڈا اوس وقت مین بہت آباد و نامی مقام تھا اور لاہور
کا راجا اکثر وہان آکر قیام کیا کرتا تھا بعد اسکے بادشاہ اپنے پایۂ تخت غزنین کو
چلا گیا اور راجا جیپال کو بھی اپنے ساتھ گرفتار کرکے لیگیا لیکن راجا نے
وہان سے جاکر از سر نو خراجگذاری کا عہد وپیمان کیا اور رہائی پاکر ہندوستان
کا رستہ لیا اور اوسکے ساتھ بہت سے اور بھی ہندو فدیہ دیکر چھوٹ آئے
لیکن راجا جیپال کو اپنے اس قید ہونے سے اسقدر شرم آئی کہ وہان سے
چھوٹتے ہی اپنی گدی پر اپنے بیٹے انندپال کو بٹھا آپ جلتی ہوئی آگ مین کود پڑا
اور جلکر خاکستر ہو گیا

سنہ ۱۰۰۴ء تک انندپال مطابق عہد وپیمان اپنے باپ کے بادشاہ کو خراج
بھیجتا رہا اور جو کچھ مقرر ہو گیا تھا ادا کرتا رہا مگر اوسکے باجگذارون مین سے

سنہ ۱۰۰۱ء

سنہ ۱۰۰۴ء

راجا بھٹنیر نے اپنے ملک کا خراج بھیجنے سے انکار کیا تب سلطان محمود کمال غضب سے تادیب راجای مذکور کے لیئے فوج کثیر لیکر بھٹنیر مین آموجود ہوا لیکن راجا دریای سندھ کے کنارے جنگل مین بھاگ گیا اور اسقدر اپنی زیست سے ناامید ہوا کہ اپنے آپکو ہلاک کر ڈالا +

سنہ ۱۰۰۵ع

سنہ ۱۰۰۵ع مین سلطان محمود تیسری دفعہ ابوالفتح حاکم ملتان کی سرکوبی کے لیئے جو اوس سے باغی ہوکر راجا انندپال سے ملگیا تھا غزنین سے مع ایک فوج جرار کے روانہ ہوا اوسوقت اگرچہ راجای انندپال نے ابوالفتح لودی حاکم ملتان کی حمایت کرکے بادشاہ سے مقابلہ کیا لیکن آخرکو تاب مقاومت نہ لاکر کشمیر کیطرف بھاگا اور حاکم ملتان نے بادشاہ کو نذرانہ دیکر اپنا قصور معاف کرالیا + چونکہ اون دنون یہہ مشہور ہورہا تھا کہ بادشاہ تاتار علاقہ غزنین پر فوج کشی کیا چاہتا ہی اس لیئے بادشاہ نے اوسوقت مصلحتاً اوسکے عفو تقصیر کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ کسی طرح مین اپنے پایۂ تخت غزنین مین پہونچ جاؤن لیکن چونکہ سلطان محمود کے ساتھہ پانسو جنگی ہاتی موجود تھے کہ جنکے سامنے سواران تاتار کا ٹھہرنا محال تھا اور ماسوا اسکے فن حرب ضرب ترتیب وغیرہ سے کوئی اوسکا ملنے مین واقف اور ماہر نتھا اسلیئے متصل بلخ کے بادشاہ تاتار سے مقابلہ ہوا تو سلطان محمود نے اوسکو شکست کامل دیکر پسپا کیا +

محمود غزنوی نے راجای سکھپال کو ملک کنارۂ دریای سندھ کا بوجہہ

قبول کرنے دین اسلام کے دیدیا تھا لیکن جب بادشاہ بلخ کی طرف روانہ ہوا
اوسی وقت راجا موصوف دین اسلام سے مرتد ہو کے منحرف ہو گیا اس لیئے
جب بادشاہ بلخ سے پھر آیا تو اوسنے سکھپال کو گرفتار کر کے ایک قلعے مین بحبس کر دیا
بعد اوسکے واسطے استیصال کلی راجای اننداپال کے ایک بڑے لشکر جرار کی طیاری کا حکم دیا
چونکہ راجا اننداپال آدمی ذی ہوش تھا اسلیئے اوسنے بھی تمام ہندوستان
کے راجاؤن سے کہلا بھیجا کہ اس بادشاہ کا ادھر قدم بڑہانا ہم سبکے حق مین
موجب مضرت ہی اور ابھی تمھاری دولت و حشمت مین کچھہ نقصان نہین آیا ہی
اگر تمکو کچھہ پاس غیرت و ہمت ہو تو لڑائی کے میدان مین آؤ اور میرا ساتھہ دو +
الغرض یہہ خبر سنکر راجای قنوج گوالیار کالنجر اجین اجمیر اور اندرپست
وغیرہ اپنی اپنی فوج آراستہ کر کے راجای اننداپال کی مدد کے لیئے پنجاب کو روانہ ہوے
چنانچہ پشاور کے نزدیک یہہ سبکر بادشاہ اسلام اور راجاؤن مذکورۂ بالا کی فوج سے
ایک بڑا مقابلہ ہوا چونکہ مشیت ایزدی مین مجال دم زدن نہین ہی اتفاق سے عین وقت
جدال و قتال کے ہاتی سواری راجای اننداپال کا شور و غل سے بگڑنے لگا اور بھاگنے
پیچھے کو ہٹا کہ اوسکی فوج نے جانا کہ راجا بھاگا جاتا ہی غرض اس خیال سے تمام
لشکر کا منہہ پیچھے کو پھر گیا اور جسکا جدھر کو منہہ اوٹھا بھاگ نکلا پھر تو بادشاہ
محمود نے پنجاب تک گھیر نہ اونکا تعاقب کیا کہ وہان بھی اونکا قدم نہ جما +
تب سلطان محمود نے میدان کو خالی پا کر نگر کوٹ مین جسکو کوٹ کانگڑا

کہتے ہین نشان اپنا نصب کیا اور وہان کے قلعہ ستوار کو مفتوح کرکے
تمام مال و اسباب کو لوٹ لیا چنانچہ لوگ کہتے ہین کہ وہان کی غنیمت سے سات لاکھ
دینار نقد اور سات سو من اسباب نقرئی و طلائی اور دو سو من صرف زر خالص
اور دو ہزار من چاندی اور بیس من جواہرات بادشاہ کے ہاتھہ آئے ●

سنہ ۱۰۱۰ع مین سلطان محمود شہر ملتان مین آیا اور وہان رئیس [illegible]
لودی کو قید کرکے لیگیا بعد اسکے دوسرے سال نگر تھانیسر کو غارت کیا
اور جہانتک ہندو اوسکے ہاتھہ لگے سب کو لونڈی غلام بنا کر غزنین مین لیگیا
نقل کرتے ہین کہ تھانیسر سے ایک اتنا بڑا یاقوت اوسکے ہاتھہ لگا تھا
کہ جسکا وزن ساٹھہ تولے تھا بعد اسکے دو دفعہ اوسنے کشمیر پر لشکر کشی کی

سنہ ۱۰۱۷ع مین نوین دفعہ سلطان محمود نے ہندوستان پر بڑی دھوم
دھام سے کنور رای راجای قنوج کے مقابلہ کے لیئے چڑھائی کی چنانچہ
تاریخ فرشتہ مین لکھا ہی کہ اس دفعہ سلطان محمود ایک لاکھ سوار اور بیس ہزار سپاہ
غزنین سے ہمراہ لیکر اسقدر عجلت و چالاکی سے قنوج پر آیا کہ راجا کنور رای
گھبرا گیا اور بجز اسکے کچھہ نہو سکا کہ فی الفور اپنے ہاتھہ رومال سے باندھ کر مع
اپنے اہل و عیال کے بادشاہ کے حضور مین آ حاضر ہوا چنانچہ بادشاہ نے
بھی بتقاضای ترحم و عنایات شاہانہ اوس وقت ایسا کام کیا جو اوس عہد سے [illegible]
نہوا ہوگا یعنی بجز اوسکے حاضر ہونیکے اوسکی تسلی و تشفی کی اور خود تین روز تک اوسکے

یہان مہمان رہا اور بیس روز خیر و عافیت سے اپنے پایۂ تخت غزنین کو روانہ ہوا +

اوس زمانے مین اس قنوج کی وفور رونق سے یہہ حالت تھی اور بکمال
دولت و حشمت سے ایسی آبادی تھی کہ بعضے کہتے ہین کہ اسکی شہر پناہ بارہ
کوس کے گرد مین تھی اور بعض راوی ہین کہ اوس مین تیس ہزار صرف تنبولیون
کی [illegible]ین کوئی وہان کے راجا کی فوج مین پانچ لاکھہ پیادے کہتا ہی
کوئی اوسمین تیس ہزار سوار اور اسّی ہزار زرہ پوش لکھتا ہی +

اگرچہ اس شہر کی عمارت کے آثار ابتک چارون طرف دور دور تک نظر
آتے ہین جسکو دیکھکر ارباب بصیرت عبرت پکڑتے ہین لیکن ابتو اوسکی آبادی
برای خود مختصر ہوکر بطور ایک قصبے کے رہگئی ہی الحاصل جب قنوج سے
سلطان محمود نے مراجعت کی تو شہر متھرا مین پہونچکر ۲۰ روز تک حکم لوٹنے
کا دیا اور تمام مورتون اور مندرون کو توڑ توڑکر مسمار کردیا چنانچہ شرح مقدار
اس غنیمت کی مورخون سے اس طرح معلوم ہوتی ہی کہ سو اونٹ بھرے
ہوئے نقرئی مورتون کے اور پانچ مورتین طلائی چنانچہ اون مین سے
ایک مورت مطابق وزن حال کے چار من سے بھی زیادہ تھی بادشاہ کے ہاتھہ لگین +

بعد اسکے مہابن مین پہونچکر حکم قتل عام کا دیا اور وہان کے راجا نے بپاس اپنی
حرمت کے اپنے تمام لڑکے بالونکو اپنے ہاتھہ سے قتل کر اپنا کام بھی تمام کیا
اس دفعہ سلطان محمود پانچہزار اور تین سو آدمی لونڈی غلام ہندوستان

سے غزنین کو لیگیا چونکہ راجای کنور رای والی قنوج سے سلطان محمود کی
موافقت ہوگئی تھی اس بنیاد پر راجای کالنجر اوس سے ایک قسم کی عداوت
رکھنے لگا تھا اس لیئے دسوین دفعہ اوس بادشاہ نے واسطے امداد
راجای کنور رای اور سرکوبی راجای کالنجر کے ہندوستان پر عزیمت کی +
لیکن قبل از پہونچنے بادشاہ کے بمقام قنوج راجای [illegible]
کنور رای کو مار ڈالا تب بادشاہ اوسوقت تو قنوج سے غزنین کو چلا گیا
لیکن پھر وہان سے گیارہوین دفعہ صرف واسطے تادیب راجای کالنجر
کے فوج لیکر آیا اور آتے ہی راجا کو شکست دی اور پھر غزنین کی طرف کوچ کر گیا
چونکہ راستے مین آتی دفعہ انندپال راجای لاہور کے بیٹے نے بادشاہ کا مقابلہ کیا تھا +
اس لیئے سلطان محمود نے اگلی دفعہ اوس سے تمام علاقہ صوبہ لاہور کو
نکال کر داخل ممالک محروسہ بادشاہت غزنین کر لیا بارہوین دفعہ حملہ سلطان
محمود کا سنہ ۱۰۲۴ع مین پٹن سومنات پر ہوا اگرچہ ہندوستان کے لوگ ابتو

سنہ ۱۰۲۴ع

اس مقام کا نام بھی نہین جانتے لیکن اوس زمانے مین وہ تمام ہندوستان
کے بڑے تیرتھون مین گنا جاتا تھا یہہ تیرتھہ سومنات مہادیو کا مندر ہی
جو علاقہ جنوبی گجرات مین سمندر کے کنارے بڑی شان و نمود سے بنا ہوا ہی
کہتے ہین کہ چھپن ۵۶ ستون اوسمین مرصع جواہرات کے لگے ہوئے تھے اور
دو سو ۲۰۰ من سونے کی زنجیر مین ایک گھنٹہ لٹکتا تھا اور واسطے مصارف اوس مندر کے

دو ہزار گانو معاف تھے اور دو ہزار پنڈے واسطے محافظت کے وہان متعین تھے
جب حال عزیمت بادشاہ محمود کا معلوم ہوا تو گرد نواح کے بہت راجا واسطے
محافظت اوس تیرتھ گاہ مشہور کے جمع ہوئے اور لشکر بادشاہی سے مقابلہ کیا
تین دن تک خوب لڑائی ہوتی رہی اور پانچہزار راجپوت سے زیادہ اوس لڑائی
مین کام آئے آخر الامر جو باقی بچے وہ سب ناؤ مین سوار ہو کر نکل بھاگے جب
بادشاہ اوس مندر کے اندر داخل ہوا تو وہان کے پوجاریون نے بادشاہ کے
حضور مین نہایت عاجزی سے عرض کی کہ اگر جناب عالی اس مورت کو نہ توڑین
تو اسکے عوض مین جسقدر فرمائین ہم لوگ دینہ نذر کرین یہہ بات سنکر بادشاہ
نے جواب دیا کہ مین بت شکن ہون بت فروش نہین ہون یہہ کہکر اوس سنگی
مورت پر ایک ایسا گرز مارا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی حسب اتفاق اوسکے
پیٹ مین سے اسقدر ہیرے موتی اور جواہرات بیشبہا نکلے کہ قیمت اونکی
اوس نذر لانے سے جو برہمن لوگ دینے کو حاضر تھے کہین زیادہ تھی الغرض
بادشاہ نے اوس مورت کے ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑے کو مکہ معظمہ اور
ایک کو مدینہ منورہ بھیج دیا اور دو ٹکڑے غزنین کو روانہ کئے چنانچہ ایک کو
اون مین سے اپنی عدالت کے زینے مین نصب کرایا اور دوسرے کو مسجد
کی سیڑھیون مین لگوا دیا۔ کہتے ہین کہ اس حملہ مین کم سے کم دس کروڑ روپیے
کا مال بادشاہ کے ہاتھ لگا۔ بعد اسکے بادشاہ پھر غزنین سے

ایک دفعہ ملتان کی طرف اون جاٹون کی تنبیہ کے لیے آیا کہ جنھون نے
سومنات سے مراجعت کے وقت بادشاہی لشکر سے مزاحمت کی تھی
لیکن بعد اس عزیمت کے پھر سلطان محمود ہندوستان کی طرف نہین آیا صرف
ایران اور توران ہی کی مہمات مین مصروف رہا اور سنہ ۱۰۳۰ء مین اس دار فنا سے راہی
ملک بقا ہوا اور تاریخ اوسکی وفات کی شاہباز جہان ہی کہ اوسکے شاہباز کے اعداد
سے سنہ ۴۲۱ ہجری نکلتے ہین کہتے ہین کہ سلطان محمود جب مرنے لگا تو اوس
نزع کے تمام اسباب سونے اور چاندی کا اپنے سامنے منگوا کر کھلوا لیا اور
دیر تک اوسکو بچشم حسرت دیکھ دیکھ کر روتا رہا نہین معلوم کہ وہ اوس وقت اپنی کیفیت
جور وستم پر روتا تھا یا ترک جاہ و حشم پر الغرض سلطنت غزنین کی سنہ ۱۱۸۶ء تک سلطان محمود
کے خاندان مین رہی مگر محمود کے سوا کسی بادشاہ نے اوسکے خاندان مین سے
ہندوستان پر فوج کشی نہین کی اور نہ حکومت کی سوا ہی صوبہ پنجاب جسکو محمود
اپنے سامنے شامل سلطنت غزنین کر گیا تھا وہ البتہ اوسکی اولاد کے تحت
وتصرف مین رہا مگر سنہ ۱۰۹۰ء مین اوسکے پوتے سلطان مسعود ثانی کی کچھ فوج
گنگا کے اس پار اتر آئی تھی اور لوٹ مار کر کے پھر لاہور کو چلی گئی +

سنہ ۱۱۸۶ء مین سلطان محمود کے پرپوتے کے پرپوتے خسرو ملک کو
شہاب الدین محمد غوری لاہور سے گرفتار کر لیگیا اور اوسی کے ساتھ خاندان
غزنی بھی تمام ہو گیا +

سنہ ۱۰۳۰ء
سنہ ۱۱۸۶ء
سنہ ۱۰۹۰ء
سنہ ۱۱۸۶ء

شہاب الدین محمود غوری

غور ایک مقام کا نام ہی جو قندہار سے ساتھ آٹھ منزل کے فاصلہ پر
واقع ہی اگرچہ حکام وہان کے ایک مدت سے خودسر رہتے تھے لیکن سلطان محمود
غزنوی نے اون لوگون کو بھی اپنا مطیع کرلیا چنانچہ سلطان محمود کی اولاد مین
سے سلطان بہرام شاہ نے اپنی لڑکی کی شادی وہان کے حاکم قطب الدین محمد
کے ساتھ کردی تھی لیکن باوجود اسکے بسبب تکرار باہم کے یہان تک
نوبت پہونچی کہ بہرام شاہ نے اپنے داماد قطب الدین کو مرواڈالا اور اوسکے
بھائی سیف الدین کا منہہ کالا کرکے بیل پر سوار کر تمام شہر مین تشہیر کرایا
اور اوسکا سر کاٹ کر بادشاہ ایران کے پاس بھیج دیا اسپر اوسکے تیسرے بھائی
علاؤالدین غوری نے جسکا لقب مورخون نے جہانسوز رکھا ہی اپنے دونون
بھائیون کا عوض لینے کے واسطے بڑے غصے سے غزنین کی طرف کوچ کیا
اور نہایت زور شور سے غزنین کو فتح کرکے سات روز تک شہر کو لوٹا اور آگ
لگاکر خاک سیاہ کرڈالا اور جو زندہ رہا اوسکو گرفتار کرکے غور مین لیگیا اور اون
سبکو ذبح کرکے اونکے خون سے اپنی عمارت کی لیئے گارہ طیار کروایا اور
بہرام شاہ کا پوتا خسرو ملک جو کہ سلطان محمود غزنوی کے خاندان کا آخری بادشاہ تھا
جسکا ذکر ابھی ہوچکا ہی اسی علاؤالدین غوری کے بھتیجے سلطان شہاب الدین
غوری کی قید مین رہکر مرگیا اور اسیطرح غزنین کی ساری سلطنت غور مین داخل ہوگئی +

ہندوستان مین اگر سلطان شہاب الدین غوری کو بانی مبانی سلطنت
اہل اسلام تصور کیجیے تو بجا ہی کیونکہ اوسنے ۱۱۷۶ء مین اوچ مین دخل کر ۱۱۷۶ء
دو برس کے بعد گجرات پر چڑھائی کی اگرچہ وہان شکست کھائی لیکن تھوڑے
دنون بعد سندھ کو لوٹا اور ۱۱۹۱ء مین دلی کی طرف فوج لیکر عزیمت کی ۱۱۹۱ء
پہلی لڑائی مین سلطان شہاب الدین غوری نے راجای پرتھی راج سے
تلاوڑی کے میدان مین جو درمیان تھانیسر اور کرنال کے واقع ہی شکست کھائی
لیکن ۱۱۹۳ء مین یہہ ماجرا ہوا کہ راجای جیچند راٹھور والی قنوج کو اپنے ۱۱۹۳ء
خالہ زاد بھائی پرتھی راج کا اننگ پال کے گھر متبنّیٰ ہونا اور دلی اور اجمیر کا
ایک راج ہوکر ایک سلطنت عظیمہ بنجانا نہایت ناگوار گذرا تھا اسی واسطے
راجسو جگ اور اپنی لڑکی کے سوئمبر مین پرتھی راج کو نہین بلایا تھا بلکہ
اوسکے عوض اوسکی مورت سونے کی بنا کے دربان کی جگہہ کھڑی کر دی
تھی پرتھی راج یہہ حال سنکر نہایت طیش مین آیا اور ایکبارگی اپنے چیدہ
چیدہ سردارون کے ساتھہ دھاوا کر کے راجای جیچند کی لڑکی کو زبردستی
چھین لیگیا اس لڑائی مین پرتھی راج کے بہت اچھے اچھے سردار
کام آئے چنانچہ ایک سو آٹھہ سردارون مین چونسٹھہ سردار مارے گئے
اور یہی آپس کا بغض و عناد مسلمانون کے غالب آنیکا اصل باعث ہوا چنانچہ
اس نازک وقت مین سلطان شہاب الدین غوری بڑی ایک فوج جرار سوارونکی ساتھہ

لیکر چڑھ آیا لیکن باوجودیکہ پرتھی راج کو راجای جی چند کی کمک کا بھروسا کچھ
نتھا بلکہ خود دشمن سے ملجانے کا اندیشہ تھا جسپر بھی اوسکو اپنی دولت و
طاقت پر اتنا غرور تھا کہ اپنے مقابل اوس بادشاہ کی کچھ حقیقت نہین
سمجھتا تھا اور اس حالت مین بھی اوسنے تین لاکھہ سوار اور تین ہزار ہاتی
جمع کر لیے تھے اور پیادونکی تو کچھہ گنتی نہ تھی ڈیڑھ سو سے اوپر اوسکے لشکر
مین راجا گنے جاتے تھے لیکن شہاب الدین غوری کا یہہ حال تھا کہ جیسے کوئی
دودھ کا جلا چھاچھہ پھونک پھونک کر پیتا ہی نہایت پھونک پھونک کر
قدم رکھتا تھا اور بڑی ہوشیاری سے لڑتا تھا چنانچہ عین لڑائی کے
وقت اوسنے دھوکا دینے کے واسطے یکبارگی اپنے لشکر کی باگ پیچھے
کو پھیری ہندو سمجھے کہ مسلمانون کے پانون اُٹھہ گئے اس خیال خام سے
وے پس و پیش نکر خاطر جمعی اور بیفکری سے جدھر چاہا اودھر دشمن کا تعاقب
کرتے ہوئے چلے گئے شہاب الدین غوری نے جب دیکھا کہ طرف ثانی
کی سب فوج منتشر ہوگئی یکبارگی بارہ ہزار منتخب اور چیدہ زرہ پوش سوار لیکے
حملہ کیا اور جھٹ پٹ راجا کو آنکر گھیر لیا اوس معرکے مین راجا کے بڑے بڑے
سورما اور بہادر کام آئے چیتور کا راجا سمرسی بڑی بہادری کے ساتھہ
مارا گیا پرتھی راج کو شہاب الدین غوری نے زندہ گرفتار کر لیا اور پھر اوسکے گلے
چھُرا چلوایا سچ ہی کہ فتح اور شکست خدا ہی کے ہاتھہ ہی دوسرے کے قبضے مین نہین ٭

اس راجا کی لڑائیون کا حال چند بھاٹ نے اپنی ہندی کتاب مین بڑے زور شور کی شاعری سے درج کیا ہی +

الغرض شہاب الدین غوری نے اجمیر کے اندر داخل ہو کر ہزارون آدمی قتل کیئے اور ہزارون کو لونڈی غلام بنایا اور اوسوقت پرتھی راج کے کسی رشتہ دار کو بہت بڑے جزیہ دینے کے اقرار پر وہان کا راجا کیا بعد اوسکے اپنے ایک غلام قطب الدین ایبک کو ہندوستان مین چھوڑکر آپ اپنے وطن کو روانہ ہوا۔ یہان قطب الدین ایبک نے دلی اور کول مین اپنا دخل کر لیا۔ چونکہ آپسکی پھوٹ کا پھل یہی ہی کہ دونون غارت ہون کب ممکن تھا کہ قنوج کا راجا جی چند راٹھور سلامت رہسکے اس لیئے دوسرے سال یعنی ۱۱۹۴ع مین شہاب الدین غوری نے راجا جی چند پر بے تکلف چڑھائی کی اور اٹاوے کی جانب شمال لڑائی ہوئی راجا جی چند قطب الدین ایبک کے تیر سے مارا گیا اور اوسکے گھربار کے لوگ انتربید چھوڑکر مارواڑ کو چلے گئے شہاب الدین غوری نے بنارس تک ملک اپنے قبضے مین کر قطب الدین ایبک کے حوالے کر دیا گویا بنگالے کا دروازہ مسلمانون کے داخل ہونیکے واسطے کھل گیا ۱۱۹۵ع مین شہاب الدین غوری پھر ہندوستان مین آیا اور بیانے مین اپنا دخل کر کے گوالیار کا قلعہ فتح کیا اور اسی عرصے مین کسی ضرورت کے باعث اپنے ملک کو مراجعت کر کے چلا گیا +

سنہ ۶۰۲ء مین ایک دن او سکا خیمہ جو غوری کے واسطے دریای سندھ کے کنارے ایستادہ تھا چند بد معاش جنکے عزیز و اقربا او سکی فوج کے ہاتھ سے لڑائی مین مارے گئے تھے دریا مین تیر کر آدھی رات کے وقت خیمے مین گھس آئے اور تلوارون سے اوسے قتل کر ڈالا تاریخ وفات اوسکی صاحب البشر ہی جس سے ۶۰۲ ہجری نکلتے ہین خزانہ اوسکے پاس اسقدر وافر تھا کہ مورخ تاریخ فرشتہ لکھتا ہی کہ پانچ من ہیرا اور جواہرات کے اوسکے خزانہ مین تھا*

اوسکے بعد غزنین مین او سکا بھتیجا محمود غوری تخت پر بیٹھا لیکن ہندوستان پر قطب الدین ایبک کا قبضہ ہا صوبہ مالوہ او اضلاع گرد نواح چھوڑ کر بالکل اوسکا عمل تھا*

ملک سندھ اور بنگالہ بھی فتح ہو چلا یہانتک کہ گجرات کی دار السلطنت تھل واڑے پر رایات فتح اسلام کے منصوب ہو گئے اور جو جو راجا باقی رہ گئے تھے اون سبنے خراج دینا قبول کیا محمود غوری نے تخت پر بیٹھتے ہی قطب الدین کو پادشاہی کا خطاب او خلعت بھیج دیا اوس وقت سے یہی قطب الدین ایبک ہندوستان کا اول پادشاہ کہلایا*

قطب الدین ایبک

قطب الدین ایبک کو بحالت طفلی ایک سوداگر نے نیشاپور مین بطور غلامی

سنہ ۶۰۲ء

سنہ ۶۰۲ء

4 U 167

مول لیا تھا۔ اوسی نے اوسکو فارسی عربی پڑھائی جب وہ سوداگر مرگیا قطب الدین دوسرے سوداگر کے ہاتھہ بکا پھر اوس سوداگر نے شہاب الدین غوری کے نذر کیا بادشاہ کی اوسپر ایسی مہربانی ہوئی کہ رفتہ رفتہ اوسکو خود مختار بادشاہ ہندوستان کردیا +

سبحان اللہ کیا قدرت قادر مطلق ہی کہ جو لڑکپن مین نیشاپور کے سوداگر کا غلام کہلایا بڑھاپے مین تخت ہندوستان پر مرا اور اس ملک مین مسلمانونکی سلطنت کا بانی ہوا +

تاریخ وفات اوسکی سلطنت پناہ ہی جس سے ۶۰۷ھ نکلتے ہین +

آرام شاہ

۱۲۱۰ء

قطب الدین ایبک چوگان کھیلتے کھیلتے گھوڑے پر سے گرکر مرگیا اور اوسکا بیٹا آرام شاہ اوسکا جانشین ہوا لیکن افسوس کہ آرام شاہ کو ایک سال بھی اپنے باپ کے تخت پر آرام کرنا نصیب نہوا تھا کہ اوسکے بہنوئی شمس الدین التمش نے اوس سے تخت چھین لیا اور تاج بادشاہی سر پر رکھکے اپنے نام کا سکہ خطبہ جاری کیا +

سنہ ۱۲۱۰ء

شمس الدین التمش

یہہ بادشاہ قطب الدین ایبک کا غلام تھا جسے بادشاہ موصوف نے ایک ہزار روپیہ دیکر خریدا تھا۔ اور بعد اوسکے اپنی بیٹی کی اوس سے شادی

کردی تھی جب اوسنے آرام شاہ سے دلی کا تخت چھینا اوس وقت یہہ بہار کا
صوبہ اوسکا تھا اسی شمس الدین التمش کے وقت مین مغلون کے بادشاہ چنگیز خان
نے بیشمار فوج لیکر تاتار سے خروج کیا تھا اور دریای سندھ کے پار کے
ملکون مین ایک شور قیامت برپا کر رکھا تھا دریافت ہوا ہی کہ ملکونکی تباہی اور
بربادی ایسی آج تک کبھی کسی کے ہاتھ سے نہین ہوئی ہی جسقدر اس چنگیز خان
کے ہاتھ سے ہوئی یہہ ظالم جہان جاتا تھا وہان سوای قتل عام اور دہانے
جلانے لوٹنے ڈھانے کے دوسرا کام اوسے پسند نہ آتا تھا گویا اوسنے
سارے عالم کی نسل کو بالکل نیست و نابود کر ڈالنا چاہا تھا +

جب خوارزم کا بادشاہ جلال الدین اپنی حفاظت جان کے لیئے گھوڑا
پیر کر دریای سندھ کے اس پار بھاگ آیا تو مغلونکی فوج اوسکا پیچھا کرتی ہوئی
ملتان اور سندھ تک داخل ہوئی لیکن شمس الدین التمش نہایت ہوشیار اور سمجھدار تھا
جب جلال الدین نے اس ملک مین کچھہ روز قیام کا ارادہ کیا فوراً اوسنے
جلال الدین کو کہلا بھیجا کہ یہانکی آب و ہوا آپکے مزاج کے موافق نہ ہوگی جلال الدین
یہہ بات سنکر مطلب سمجھہ گیا اور سندھ سے ایران کی طرف روانہ ہوا +

تب اون مغلونکی فوج بھی الٹی پھر گئی لیکن نمونہ اپنے ظلم کا اوسنے تھوڑے ہی
عرصے مین دکھا گئی کہ دس ہزار ہندو غلام بنانے کے واسطے قید کر کے
لیگئے اور جب اونکے لشکر مین رسد کی قلت ہوئی بے تکلف اون سب غلامونکے

سرکاٹ ڈلے چنگیز خان اور اوسکے ساتھ کے مغل لوگ مسلمان نہ تھے
بلکہ ایک قسم کے بدہ کا دین رکھتے تھے مورتون کو پوجتے اور بید و
قرآن دونون کو برابر جانتے تھے ✤

الغرض شمس الدین التمش نے اپنا رعب سارے ہندوستان پر
جمالیا سندھ اور بنگالہ کو بخوبی فتح کیا رنتھمبور اور مانڈو کے مشہور قلعے
سر کیا اُجین مین مہاکال کا عالیشان مندر کہ سو گز بلند تھا توڑ ڈالا اور
گوالیار مین دوبارہ عمل کیا اور بغداد کے خلیفہ سے بادشاہت کا خطاب حاصل
کیا اور دلی مین نہایت بلند مینار جسکو اب شہر کے لوگ قطب صاحب کی لاٹ کہتے
ہین اسی بادشاہ نے تعمیر کرایا بعد اسکے یہہ بادشاہ سنہ ۱۲۳۶ع مین رحلت کر گیا
تاریخ وفات اوسکی یہہ ہے ✤

سنہ ۱۲۳۶ع

چو شش صد و سی و سہ از سال ہجری	گذشت و بست روز از ماہ شعبان
بشد سلطان شمس الدین التمش	بسوی جنت المأویٰ خرامان

اوسکے بعد اوسکا بیٹا رکن الدین فیروز تخت پر بیٹھا سنہ ۱۲۳۶

رکن الدین فیروز شاہ

یہہ بادشاہ دن رات نقالون اور طوائفون مین مصروف رہتا شراب خواری
اور تماشبینی کے سوا کچھ کام نہ کرتا تھا سلطنت اوسنے اپنی والدہ کے بھرو

پر چھوڑدی تھی خزانہ بالکل اوباشی مین اُڑاتا تھا اور مان بھی اوسکی نہایت
ظالم تھی اسواسطے وہ بادشاہ سات ہی مہینے بادشاہت کرکے تخت پر سے
اُتار گیا اور اوسکی جگہہ لوگون نے اوسکی بہن رضیہ بیگم کو تخت سلطنت پر بٹھایا

رضیہ بیگم

یہہ بیگم بڑی ہوشیار اور سلطنت کے انتظام سے خوب واقفکار تھی اگرچہ
بہت پڑھی لکھی بھی نہتھی لیکن قرآن اچھی طرح پڑھ سکتی تھی ہمیشہ بادشاہونکی
طرح قبا اور تاج پہن تخت پر جلاس کرکے دربار کرتی اور بہت عدل و انصاف سے
لوگونکی نالش و فریاد سنتی نقاب منہہ پر کبھی نہین ڈالتی لیکن ایک خطا اوس سے
ایسی صادر ہوئی کہ جس سے اوسکی جان اور سلطنت دونون محل خطر مین آگئین
یعنی اوسکے اصطبل کا داروغہ جو ایک حبشی غلام تھا اور ہمیشہ بغل مین ہاتھہ
دیکر اوسے گھوڑے پر سوار کرایا کرتا تھا اسقدر بیگم کے منہہ لگ گیا تھا کہ
بیگم نے اوسے خطاب امیر الامرا کا دیدیا اس لیے تمام ارکان سلطنت کا
دل اوس سے برگشتہ ہوگیا اور ایک فساد برپا ہوگیا یہانتک کہ نتیجہ اوسکا یہہ ظہور مین آیا
کہ وہ حبشی اور بیگم دونون مارے گئے اور بادشاہت اوسکے بھائی معزالدین بہرام کے ہاتھہ آئی

سنہ ۱۲۳۹ع

معزالدین بہرام شاہ

یہہ بادشاہ بھی کل دو برس اور دو مہینے سلطنت کرکے بلوائیون کے
ہاتھہ سے مارا گیا اوسنے کل اختیار اپنے منتر فراش کو دے رکھا تھا اوسی

۱۲۲۱

واسطے بلوہ ہوگیا اور علاؤالدین مسعود نے جو کہ رکن الدین کا لڑکا تھا
بادشاہی کے تخت پر قدم رکھا اور سکہ و خطبہ اپنا جاری کیا۔ سنہ ۱۲۴۱ء

علاؤالدین مسعود شاہ

اس بادشاہ کے وقت مین مغلون نے تبت کی راہ سے بنگالے
پر چڑھائی کی مگر شکست کھائی اور یہہ بھی چار برس سے کچھہ زیادہ سلطنت
کر کے آخر کو اسکی لڑائی مین مارا گیا اور ناصرالدین محمود تخت پر بیٹھا۔ سنہ ۱۲۴۶ء

ناصرالدین محمود شاہ

سنہ ۱۲۴۶ء

یہہ بادشاہ سلطان شمس الدین التمش کا بیٹا تھا جب بادشاہ ہوا تو
اپنی سلطنت کا کاروبار بالکل اپنے بہنوئی وزیر غیاث الدین بلبن کے
اعتماد پر چھوڑ دیا۔ اور اپنا شوق صرف کتاب سے رکھا بادشاہ ہو کر فقیری
گذران کرتا تھا۔ یعنی کتابت کر کے اوسکی اجرت سے اپنا پیٹ بھرتا
اور کھانا خاص اپنی بی بی کے ہاتھہ سے پکواتا لونڈی باندی کی بھی کچھہ
حاجت نتھی اور جیسا کھانا غریب محتاج لوگ کھاتے ہین ویسا ہی آپ بھی کھاتا
نکاح بھی ایک ہی کیا۔ دوسری عورت کا خیال کبھی دل مین نہ لایا —
غیاث الدین وزیر اوسکا بڑا صاحب تدبیر اور کارکن تھا وہ شمس الدین التمش کا
غلام اور داماد تھا سابق کے بادشاہونکی غفلت سے جو جو خرابیان
اور بے انتظامیان ملک مین پڑ گئی تھین اونکی اصلاح مین اوقات شبانہ روزی صرف

کرتا۔ ادھر غزنین کو فتح کیا اودھر کالنجر تک عب داب بٹھایا۔ نرور کا قلعہ لیا
چندیری پر قبضہ کیا اور سنہ ۱۲۵۸ع مین جب ہلاکو خان نبیرۂ چنگیز خان کا ایلچی
سنہ ۱۲۵۸ع
ہندوستان مین آیا تو غیاث الدین بلبن نے دو ہزار ہاتی اور پچاس ہزار سوار
اور دو لاکھہ پیادونکی جمعیت سے دلی کے باہر جاکر استقبال کیا +

الغرض سنہ ۱۲۶۶ع مین یہہ پادشاہ نیکذات حالی صفات بہشت نصیب ہوا
سنہ ۱۲۶۶ع
ایک ادنی نہی خوش اخلاقی اوسکی یہہ ہی کہ ایک وزیر اپنے ہاتہہ کی لکھی ہوئی
کتاب اپنے کسی امیر کو دکھا رہا تھا امیر نے اوسمین کئی جگہہ غلطی نکالی پادشاہ
نے امیر کے کہنے بموجب کتاب مین بنا لیا جب وہ امیر چلا گیا تو پھر جیسا
کہ پہلے تھا درست کر لیا کسی نے اسکا باعث پوچھا فرمایا کہ مجھکو خوب
معلوم ہی کہ غلطی اوس مقام پر مطلق نہ تھی لیکن ایک خیر خواہ صلاح اندیش
کا دل خوش کردینے کے واسطے یہہ محنت اپنے اوپر گوارا کرنی
کیا دشوار تھی ++

غیاث الدین بلبن

پادشاہت کا سب کاروبار اور کل اختیار تو ناصر الدین محمود نے
اوسکو دے ہی رکھا تھا اوسکی وفات کے بعد سلطنت کا کل مالک اور پورا
پادشاہ ہو گیا سنہ ۱۲۶۶ع مین میواتیون نے بلوا کیا لیکن جیسا کیا ویسا پایا
سنہ ۱۲۶۶ع
یعنی کم و بیش ایک لاکھہ میواتی مارے گئے بعد اسکے سنہ ۱۲۶۹ع مین بنگالہ کا صوبہ

طغرل بیگ باغی اور خود سر ہو گیا لیکن جلد اوسکا بھی سر کاٹا گیا دلی کی آبادی اوس زمانے مین نہایت رونق اور شان و شوکت کے ساتھہ تھی ✠

یعنی سوای اون پچیس بادشاہ اور شہزادون کے جو پیش ازین مغلون کے خوف سے اپنا اپنا ملک چھوڑ اوس مین آکر بسے تھے اور پندرہ اس بادشاہ کے وقت مین آکر سکونت پذیر ہوئے یہہ بادشاہ بھی ان سبکے ساتھہ بہت خاطر اور مدارات سے پیش آتا اور وہ بھی باحسان مندی تمام اوسکے تخت کے گرد دست بستہ کھڑے رہتے تھے شہر کے اندر ہر ایک شہزادے کے ملک کے نام سے مثل سمرقندی کاشغری خطائی رومی غوری خوارزمی وغیرہ محلے بسگئے تھے علاوہ اسکے یہہ بادشاہ جیسی کوشش رعب و داب اور اظہار شان مین کرتا تھا ویسا ہی عدل و انصاف مین بھی ہر دم مستعد اور سرگرم رہتا تھا چنانچہ ہیبت خان صوبہ بودہ نے شراب کے نشے مین ایک غریب کو مار ڈالا اوسکی بی بی نے نالش کی بادشاہ نے ہیبت خان کو پانسو درے مار کر عورت کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ یہہ مجرم آج تک ہمارا غلام تھا اب تیرا غلام ہوا آخر کو ہیبت خان نے نہایت سعی اور سفارشون سے بیس ہزار روپیہ دیکر اوس عورت کی غلامی سے آزادی پائی ✠

الغرض جس دن سے یہہ بادشاہ تخت پر بیٹھا شراب پینا چھوڑ دیا نماز روزہ اور پرہیزگاری اختیار کی شادی اور غمی مین اپنے امیرون کے گھر تہنیت اور

کرناٹک مین بعد مرنے عمدۃ الامرا نواب کرناٹک کے ظہور مین آیا جب اوسکے بیٹے
علی حسین نے ان شرطون کو قبول نہ کیا تو اوسکے چچا زاد بھائی عظیم الدولہ کو
انھین شرائط پر وہان کا نواب بنایا +

سنہ ۱۸۰۱ء

وزیر علی جب اودہ سے خارج البلد ہوکر بنارس مین نظربند رہنے لگا
اور سنہ ۹۸ء مین ثابت ہوا کہ وہ زمان شاہ بادشاہ کابل سے خط کتابت
رکھتا ہی اور فساد کیا چاہتا ہی اس لیئے اوسے کلکتے چلنیکے لیئے حکم سنایا
گیا اس حکم سے وہ ایسا ناراض ہوا کہ ایک روز صبح کو جب چیری صاحب
اجنٹ کے یہان چاے پینے کو گیا تو اونکو باتون ہی باتون مین قتل کر ڈالا
اور کپتان کانوے صاحب اور گریہیم صاحب کا بھی وہین کام تمام کیا اور پھر
وہان سے چلکر ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر آیا یہ کوٹھی دو منزلی تھی صاحب جج
چھت پر چڑہ گیئے اور ایک برچھا لیکر کمال جرات سے زینے کے دروازے
کو روک لیا کہ جسکے خوف سے وزیر علی اوپر نہ چڑہ سکا اسی عرصے مین فوج
سرکاری بھی آگئی ڈیوس صاحب تو بچ گئے لیکن وزیر علی نے بھاگ کر جیپور
کا راستہ لیا وہان کے راجہ نے اوسے پکڑکر اس اقرار سے انگریزون
کے سپرد کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جاے نہ اوسکے پانون مین بیڑیان
ڈالی جاوین انگریزون نے اوسے بعد گرفتاری کلکتے کے قلعے مین لیجاکر ایک
ایسی کوٹھری مین بند کیا کہ اوسکو قفس کہیئے تو بجا ہی جو اب تک وہان موجود

ہی سعادت علی خان سے جب خرچ فوج ادا نہو سکا تب سرکار نے اوس
روپیے کے عوض مین ملک دوآب اور روہیل کھنڈ کو اوس سے لیکر اپنے
علاقے مین شامل کر لیا اور اس انتظام مین نواب فرخ آباد کی بھی پنشن سرکار سے
(۱۸۰۲ع) مقرر ہو گئی اس گورنر کو بجلدوے فتح ٹیپو سلطان کے خطاب مارکوس کا گورنمنٹ
سے عنایت ہوا اسی عرصے مین واسطے حفاظت مصر کے بمقابلہ فرانسیسیون کے
کچھ فوج ہندوستانی بشمول فوج گورہ براہ سمندر بھیجی گئی تھی چنانچہ اوس نے وہان جاکر
بڑا نام پیدا کیا +

پیشوا اب تک اطاعت گورنر جنرل سے منحرف رہتا تھا لیکن جب اوسپر جسونت راو ہلکر نے بڑی دھوم
دھام سے حملہ کیا تو اوسنے مضطر ہوکر بموجب کہنے گورنر جنرل کے اس بات کا عہدنامہ لکھدیا کہ کچھ فوج سرکاری
اوسکے ملک مین رہا کرے اور خرچ اوسکا اپنے ملک سے ادا کیا کرے
ادھر تو یہہ عہدنامہ تحریر ہوا اور ادھر پونا کے میدان مین پیشوا نے ہلکر سے
شکست کھائی اور سمندر کی طرف بھاگا انگریزون نے اپنے جہاز مین
پناہ دیکر بچا لیا - اور پھر سرکار نے بہت سی فوج فراہم کرکے پیشوا کو پونا مین
(۱۸۰۳ع) پونہچا دیا ہلکر نے بھی سرکاری فوج کا اوس وقت مقابلہ مناسب نجانکر اپنے ملک کا
راستہ لیا - اس گورنر جنرل نے ہر چند چاہا کہ جس طرح پیشوا سے عہدنامہ
ہو گیا ہی اوسی طرح سیندھیا اور برار یعنی راجہ ناگپور سے بھی عہدنامہ ہو جاے
لیکن جب دیکھا کہ یہہ لوگ سیدھے اس امر کو قبول نہین کرتے تو

اپنے بھائی جنرل ولیزلی کو جو بعد ازان عہدہ سپہ سالاری انگلستان پر مامور
ہو کر بلقب ڈیوک آف ولنگٹن ملقب ہوا تھا دکن کی طرف سے اور لارڈ لیک
کمانڈر انچیف کو شمال کی طرف سے اونکے ملکون پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا
دکن مین احمد نگر جب فوج سرکاری کے قبضے مین آگیا تو گوداوری کے پار اوس
سیندھیا کا بالکل عمل جاتا رہا اور اوسی مہینے مین بھڑوچ کو بھی سرکار نے
لیلیا اور ادھر لارڈ لیک نے فوج سے چلکر سیندھیا کی فوج کو جو پیرن صاحب
فراسیس کے زیر حکم تھی بمقام علیگڈہ شکست دی اور بعد شکست پیرن صاحب
سیندھیا کی نوکری سے دست بردار ہو کر حمایت مین سرکار انگریز کی چلا آیا
اور لیک صاحب براہ راست دہلی کو روانہ ہوا وہان بھی سیندھیا کی فوج نے
جو زیر حکم ایک فراسیس کے تھی شکست فاش کھائی اور تین ہزار آدمی مارے
گئے بعد فتح دہلی کے لارڈ لیک نے اندھے بادشاہ شاہ عالم سے
جو برائے نام بادشاہ رہ گئے تھے اور ایک خورد و بوسیدہ شامیانے کے
نیچے بیٹھے ہوئے تھے ملاقات کی انکو بادشاہ نے بہت بڑا خطاب
عنایت کیا کیونکہ اوس زمانے مین اوس بیچارے کے پاس سوا اس جمع و خرچ باقی کے
دینے کو اور کیا باقی تھا جسے عنایت کرتا الحاصل لارڈ لیک نے کرنل اکٹر
لونی کو تو کچھ سپاہیون کے ساتھ دلی مین چھوڑا اور آپ وہان سے روانہ
ہو مرہٹون سے آگرہ لے لیا اور پھر لسواڑی مین پہونچکر مرہٹون کو ایسی

شکست دی کہ جس مین سات ہزار آدمی اونکے مارے گئے اور دو ہزار
مقید ہوئے جس سے سیندھیا کی پیٹھ ٹوٹ گئی ادھر دکن مین فوج سرکاری
نے بعد لینے احمد نگر کے اسائی کے میدان مین ایسی ہی دھوم دھام سے
مرہٹون کو شکست دی اور برہانپور اور اسیر گڈھ کے مشہور قلعے کو لیلیا
اور پھر بعد فتح ارگانو کے گاولگڈھ کے قلعے کو لیکر راجہ ناگپور کے بھی
ہوش اڑا دئے - انجام کار ناگپور کے راجہ نے کٹک کا علاقہ دیکر
سرکار سے صلح کر لی اور معاً اسکے سیندھیا نے بھی احمد نگر اور بھروچ دیکر عہد نامہ
لکھ دیا کہ پھر کبھی کسی فرانسیسی کو اپنے یہان نوکر نرکھین گے *

چونکہ پیشوا کا بندیل کھنڈ پر دعوی تھا اسلیئے سرکار نے جو علاقے
اوسکے دکن اور گجرات مین فتح کیئے تھے بعوض بندیل کھنڈ کے اوسے واپس
کر دئے بعد ہوجانے اس مصالحت کے صرف ایک جسونت راو ہلکر راجہ اندور مخالف
باقی رہا جسنے نہ سرکار کی اطاعت قبول کی اور نہ کوئی وکیل اپنا سرکار مین
بھیجا بلکہ اور علاقہ سرکاری لوٹتا رہا - اسلیئے اوسپر فوج کشی کی گئی - اولا کچھ
فوج کرنیل مانسن صاحب کے زیر حکم اوسکے مقابلہ کو بھیجی گئی جسنے قلعہ ٹونک کو بعد
اوڑانے دروازے کے فتح کر لیا لیکن مکندرے کی گھاٹی مین وہ فوج دھوکا
کھا کر ایسی بری طرح غنیم کے لشکر سے گھر گئی کہ جہان سے بمشکل تمام نکلکر لڑتی بھڑتی
صدمات و صعوبات گرمی و بارش وغیرہ کے اوٹھاتی متفرق و پریشان ہو کر

असाई

अरगाँव
गाविलगढ़

سنہ ۱۸۰۴ع

مین آداخل ہوئی اِس لڑائی سے ہلکر بہت خوش ہوا اور اپنے زعم مین اپنے آپ
کو کچھ سمجھنے لگا چنانچہ اوس نے عم مین ایکسو تیس ضرب توپ اور تیس ہزار فوج
لیکر دلی کا جا محاصرہ کیا اوس وقت وہان فوج سرکاری مین کل آٹھ سو جوان
تھے اور گیارہ ضرب توپین تھین لیکن باوجود اسکے اکٹرلونی صاحب ریذیڈنٹ
دہلی نے اوسی فوج سے ایسی مرہٹون کو زک دی کہ لوروز تک سر مار کر
پشیمان ہوکے اوٹھا کر چلے گئے۔ پھر ہلکر سے ڈیگ مین ایک بڑی بھاری
لڑائی ہوئی وہان بھی مرہٹون نے شکست کھائی ہلکر بھاگنے مین
دراصل بہادر تھا کیونکہ قوم کا مرہٹا تھا جسکے معنی یہہ ہین کہ مارنا اور
ہٹ جانا۔ کسی نے ہلکر سے پوچھا کہ آپ کی عملداری کہان ہی
جسکے چھیننے کا کوئی قصد کرے اوسنے جواب دیا کہ میری
اوسقدر زمین پر عملداری ہی جسپر میرے گھوڑے کا سایہ پڑتا ہی جسکو
قدرت ہو چھین لے الحاصل لیک صاحب تو اس فکر مین تھا کہ کسی طرح
ہلکر سے مقابلہ ہو تو اوسکو لڑائی کا تماشا دکھائے اور وہ اوسکے نام سے کوسون
بھاگتا تھا یہانتک کے اکثر لوگ اپنی بے وقوفی سے اِس غارتگر بھگوڑے کو بہادر
سمجھکر اوسکے ایام زیست مین بطور منت دہی کی ہانڈی چڑھایا کرتے تھے
ایک روز لیک صاحب نے ۲۴ گھنٹے مین ۴۰ کوس کا دھاوا مار
کے متصل فرخ آباد کے اوسے جا گھیرا اوس لڑائی مین کم سے کم تین ہزار

آدمی اوسکے مارے گئے لیکن وہ بجکر ڈیگ کو عملداری بھرتپور مین چلا گیا
جہان راجہ رنجیت سنگھہ جاٹ والی بھرتپور نے اوسے پناہ دی چنانچہ
انگریزون نے اسی لیئے قلعہ ڈیگ کو جو راجہ رنجیت سنگھہ کا تھا فتح کرکے
سارا نقد و جنس اوسکا اپنی فوج کو تقسیم کر دیا۔ پھر تیسری جنوری کو لیک صاحب ۱۸۰۵ء
نے بھرتپور کا بھی محاصرہ کرکے نوین کو حملہ کیا لیکن جب فوج خندق کے
کنارے پہونچی تو اوسمین پانی چھاتی چھاتی دیکھکر پھر آئی۔ اس حملے مین آدمی
بہت کام آئے۔ اکیسوین کو پھر دوسری طرف سے حملہ کیا لیکن وہان وہ خندق
اسقدر وسیع تھی کہ پل جو طیار کیا گیا تھا وہ اوسکے عبور کو کافی نہوا اور جب سیڑھی
جوڑکر بڑھانا چاہا تو پانی مین وہ پل گر پڑا اسمین بھی بہت آدمی ضائع ہوئے
پھر بائیسوین کو تیسری طرف سے حملہ کیا اور اوس روز ہندوستانی سپاہی خندق
پار ہوکر دیوار پر چڑہ گئے لیکن گورون نے اونکے ساتھہ دھاوا کرنے
سے انکار کیا اس لیئے وہ بھی لوٹ آئے اور آٹھہ سو چورانوے سپاہی
کھیت رہے دوسرے روز لیک صاحب نے اون گورون کو جنھون نے
عدول حکمی کی تھی بڑا شرمندہ کیا جسپر اونھون نے غیرت مین آکے بہت دلاوری
سے چوتھا حملہ کیا۔ لیکن اس عرصے مین قلعے والون نے برج اور دیوار و
کی مرمت کرلی تھی جس سے دھاوے والون کو اوپر جانے کا راستہ
نملا اور اس حملے مین ایک ہزار سے زیادہ آدمی مارے گئے القصہ ان

چار حملون مین تین ہزار سے زیادہ فوج سرکاری کا نقصان ہوا اور
لوگ تھک تھکا کر بیدل ہوگئے اور گولہ باروت اختتام کو پونہچا اور رسد
کا بھی سب سامان خرچ ہوگیا تب ناچار لیک صاحب فوج کو ہٹا لائے +
اس نواح مین یہہ قلعہ ایسا مضبوط ہی کہ جسکے سامنے سرکاری فوج کا بھی حوصلہ
پست ہوگیا ہمنے بھرتپور کے لوگون کی زبانی راجہ کی ہمت اور دور
اندیشی کا یون حال سُنا ہی کہ لڑائی کے وقت یہہ راجہ رنجیت سنگھ دوہر
اوڑھے ہاتھہ مین لٹھہ لیئے قلعے کی دیوارون پر پھرا کرتا تھا اور گولندازون
اور سپاہیون سے کہا کرتا کہ بھائیو کلا تمھارا رہی ہی اور جب وے کہتے کہ آپ یہان
سے ہٹ جائین اولون کی طرح گولون کی بوچھار پڑ رہی ہی تو جواب دیتا
کہ بھیا جاکے نام کی چھٹی بھگوان کے گھر سے واہین بندھی آوت ہی واہی کو گولا
لاگت ہی اور جب راجہ نے سُنا کہ لیک صاحب کی فوج پیچھے ہٹ گئی پر بڑی دوراندیشی
کی اپنے سردارون کو جمع کرکے کہا کہ بھائیو ہماری تمھاری یہہ طاقت نتھی کہ انگریز
کو ہٹا سکین لیکن یہہ صرف بھگوان کی کرپا ہی کہ میری بات رہگئی لیکن
اب مناسب ہی کہ ہلکر سے کہدو کہ وہ کسی طرف کو چلا جاے میری طاقت نہین کہ
انگریزون کے دشمن کو پناہ دون اور اپنے بیٹے کنور رندھیر سنگھ کو قلعے کی کنجی
دیکر لیک صاحب کے پاس روانہ کیا لیک صاحب نے اوسکی بہت خاطرداری
کی اور راجہ نے بھی پھر بوعدہ ادا بیس لاکھہ روپیہ خرچ لڑائی لیک صاحب سے صلح کرلی +

یہہ کام راجہ نے واقعی بڑی دوراندیشی کا کیا ◆

اہالیان انگلستان نے لارڈ ولیزلی کے اس حسن انتظام کی کہ اوسنے
ہندوستان کے مفسد رئیسون کو دباکر یکبارگی سب فتنہ وفساد کا استیصال کر
تمام ملک مین امن چین پھیلا دیا کچھہ قدر نہ کی۔ چونکہ سرکار کمپنی آخر کو
سوداگر تھے اس لیئے لڑائی کے اصرافات سے گھبرا گیئے اور اس نامی
گرامی گورنر جنرل کا استعفا منظور کر لارڈ کارنوالس کو جو ۱۷۹۳ع مین اس
عہدے سے مستعفی ہوکر انگلستان کو چلا گیا تھا پھر گورنر جنرل مقرر کرکے
کلکتے کو روانہ کیا لارڈ کارنوالس کی رائے مارکوس ولیزلی سے بالکل خلاف
تھی بلکہ کہنا چاہیئے کہ مشیت الٰہی کے بھی خلاف تھی کیونکہ مارکوس ولیزلی کا
یہہ منشا تھا کہ یہان کے مفسد رئیسون کو زیر کرکے کل ریاستون کو اپنی سرکار کی
قلمرو مین شامل کرے اور لارڈ کارنوالس کو اونکی حفاظت کرنا بلکہ اکثر علاقجات
منضبطہ کو سرکار کی حکومت سے نکالکر واپس کرنا منظور تھا۔ یہہ گورنر
۳۰ جولائی کو کلکتے مین آیا اور ۵ اکتوبر کو غازی پور مین پہونچکر مر گیا اسکا
مقبرہ وہان دیکھنے کے لائق بنا ہوا ہی بعد اسکی وفات کے سر جارج بارلو جو
اوس زمانے مین کونسل کا اعلی ممبر تھا عہدۂ گورنر جنرل کا کام انجام دینے لگا
اور وہی پھر اوس عہدے پر منظوری بورڈ آف کنٹرول سے مستقل ہوگیا
۔ سرکار کی سیندھیا سے صلح ہوگئی اور ہلکر سے بھی پنجاب مین کنارے دریا

نے صندلی لوٹ لیا ہوا ۱۷ ستمبر کو کابل مین داخل ہوا [illegible] خان نے اون
مردون اور میم اور بابا لوگون کو جو اوسکے پاس قید مین تھے ایک افغان
صالح محمد کے ساتھ بامیان کی طرف بھیجدیا تھا اور اوسکا یہہ ارادہ تھا کہ اونکو
بطور تحفے کے غلامی کے لیے سرداران تورانی کے پاس بھیجکر تقسیم کر دے
لیکن صالح محمد نے اونسے سازش کر کے بیس ہزار روپیہ نقد اور ہزار
روپیہ ماہواری کے وعدہ پنشن پر صحیح و سالم اونکو فوج سرکاری مین پہونچا دیا
جنرل الفنسٹن دہین مر گیا تھا لیکن تاہم سواے صاحب لوگون کے لیڈی میکناٹن
اور لیڈی سیل مع ۱۲ میم اور ۱۶ لڑکون کے ان قیدیون مین موجود
تھین غرض ان قیدیون کے ساتھ فوج سرکاری نشان فتح و فیروزی
کا اڑاتی فیروزپور کو چلی آئی گورنر جنرل نے دوست محمد خان کو بھی
چھوڑ دیا سرکار کا اس لڑائی مین کم سے کم سترہ کرور روپیہ خرچ ہوا +
۱۸۳۲ء مین سرکار کا یہہ عہد و پیمان سندہ کے امیرون سے ہو گیا تھا
کہ دریاے سندہ کی راہ سے سرکاری آدمی آمد و رفت کیا کرین لیکن
کوئی جہاز جنگی اوسمین نہ آیا کرے اور نہ سامان لڑائی کا ادھر سے کہین کو جایا
کرے ۱۸۳۸ء مین یہہ اور بھی مقرر ہوا کہ ایک سرکاری ریزیڈنٹ وہان رہا
کرے لیکن جب سرکار کو معلوم ہوا کہ یہہ لوگ ایران کے بادشاہ سے خط و کتابت رکھتے
ہین لارڈ آکلینڈ نے جسوقت سرکاری فوج کابل کو بھیجی اون سے ایک اور عہد نامہ

اس مضمون کا لکھوالیا کہ کسی قدر فوج سرکاری اونکے علاقے مین رہا کرے اور
اوسکا خرچ وہ ادا کیا کرین اسپر بھی امیران سندہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے
اور کابل کی لڑائیون مین سرکار کے دشمنون سے سازش کرنے لگے اور
سرکار کو یہہ بھی معلوم ہو گیا کہ دریاے سندہ پر خلاف عہدنامے کے محصول
لگایا گیا غرض ۱۸۴۲ء مین لارڈ ایلنبرا نے اونسے ایک اور اس مضمون کا عہدنامہ
لکھوالیا کہ بعوض خرچ فوج کے وے کچھہ ملک سرکار کی نذر کرین اور سکہ سرکاری
اپنے یہان جاری کرین اور جو دھوئین کش دریاے سندہ مین چلین اونکے
جلانے کو لکڑیان دیا کرین۔ اور بصورت نہ دینے کے کشتیبانون کو اختیار
رہے کہ جہان سے چاہین درخت کاٹ لین امیرون نے اگرچہ اس
عہدنامے پر مہرین کر دین تھین لیکن اونکے بلوچی سردار اس بات سے بہت
ناراض ہوئے میجر اوٹرم وہان رزیڈنٹ تھا اور سر چارلس نیپر وہان کے
انتظام کے لیے کچھہ فوج لیکر حیدرآباد سندہ کی دارالحکومت کے متصل پہونچ چکا تھا
اسپر میرون نے میجر اوٹرم سے کہا کہ اگر سر چارلس نیپر حیدرآباد کی طرف جاوینگے
بلوچی ضرور بلوا کرینگے سر چارلس نیپر صاحب کب رکنے والا تھا۔ غرض
۱۵ فروری کو بلوچون نے بلوہ کر کے رزیڈنٹ کا محاصرہ کر لیا۔ رزیڈنٹ
تو اوس وقت مع اپنے آدمیون کے دخانی جہاز پر سوار ہو گیا لیکن اسباب
کا بہت نقصان ہوا جب سر چارلس نیپر صاحب نے حیدرآباد سے تین کوس

۱۸۳۹ء

۱۸۴۳ء

والے فاصلے پر میانی مین پہونچکر دیکھا کہ امیرون کی فوج بیس ہزار سے زیادہ
بڑے استحکام کے ساتھ آمادۂ جنگ ہی ہر چند کہ اوس وقت اس طرف
کی فوج مین کل تین ہزار کے قریب جمعیت تھی لیکن نیپر صاحب نے اوپر
فوراً حملہ کردیا اور خوب ایک ہنگامۂ کارزار گرم ہوا انجام کو امیرونکی فوج
نے شکست کھائی سرکاری فوج مین سے کل ۲۶۱ آدمی کھیت رہے مگر غنیم کے لشکر
مین سے پانچہزار کام آئے باقی ناکام بھاگ گئے بعد اس فتح کے چھہ امیر سر چارلس نیپیر
صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور صاحب موصوف بفتح و فیروزی حیدرآباد مین
داخل ہوئے دوسرے مہینے مین سر چارلس نیپیر نے اسیطرح ڈبا کی لڑائی
مین میرپور کے امیر کو شکست دی اور وہان بھی اپنا دخل کرلیا اور کچھہ سوا اسکے بھی جلد
امرکوٹ کے مضبوط قلعے کو بھی لیلیا جو شخص امرا مین سے ادھر اودھر بچ رہا
تھا وہ رفتہ رفتہ ایک ایک سرکار مین حاضر ہوتا گیا اور سندہ مین بالکل عملداری
سرکار ہوگئی اسی سال گوالیر مین جھنکوجی وارث ریاست مہاراج دولت راو
سیندھیا لاولد مرا اور اوسکی رانی تارابائی نے جو ہنوز تیرہ برس کی تھی
بھیاجی نامی ایک لڑکے ہشت سالہ کو جو اوسکا رشتہ دار تھا گود لیکر مسند نشین
ریاست کیا ماما صاحب جو راجہ متوفی کا مامون تھا بصلاح رزیڈنٹ راج کا کام انجام
دینے لگا۔ لیکن داداخاصگی والے نے رانی سے برآمد کرکے ماما صاحب کو نکلوا دیا
اور سب کام اپنے تعلق کرلیا۔ تب صاحب رزیڈنٹ یہہ حال دیکھکر دھولپور چلے

آئے اور فوج مین سیندھیا کی بلوہ ہونے لگا کچھہ لوگ دادا خاصگی والے کے
حامی و مددگار رہ گئے اور کچھہ بابو سیتولیا کی طرف ہو گئے۔ غرض دو روز
تک طرفین سے خوب گولہ برستا رہا آخر الامر رانی صاحبہ نے فوج کو آپس کی
لڑائی سے باز رکھا اور دادا خاصگی والے کو قید کر کے آگرے بھیجدیا۔
اور بابو سیتولیا کو اپنا دیوان مقرر کیا اس عرصے مین گورنر جنرل کا لشکر گوالیار
کی سرحد پر جا پہونچا۔ اور لارڈ ایلنبرا کو گوالیر کی طرف سے کھٹکا مٹانے کا یہہ موقع
خوب ہاتھہ لگا کیونکہ ادھر پنجاب مین بھی فساد برپا ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا
اس لیئے دربار گوالیر کو لکھہ بھیجا کہ اگر صلح رکھنی منظور ہی تو اپنے یہان فوج
کنٹنجنٹ اور بڑھا دو اور اوسکے خرچ کے لیئے کچھہ علاقہ سرکار انگریزی کے حوالے
کر دو اور بعد ازان فوراً اس مضمون کا اشتہار جاری کر کے کہ فوج سرکار انگریزی
مہاراج کی حفاظت کے لیئے آتی ہی بطرف گوالیار کوچ کر دیا ۲۹ دسمبر کو
مہاراجپور اور پنیر پر سیندھیا کی فوج سے مقابلہ ہوا خوب معرکہ کارزار گرم ہوا انجام کو
سیندھیا کی فوج نے ہر طرف سے شکست کھائی اور پانچوین جنوری کو گورنر جنرل گوالیار
مین داخل ہوے اور سیندھیا سے اس مضمون کا عہدنامہ جدید لکھوالیا کہ تا بعمر ہژدہ
سالگی راجہ صاحب کے انتظام ریاست کا معرفت اہلکارون کے بصلاح
رزیڈنٹ ہوا کرے اور فوج کنٹنجنٹ بڑھا دیجاوے اور اوسکے خرچ کے لیئے
کچھہ علاقہ سرکار کے سپرد کر دیا جاوے اور اوس ریاست مین نو ہزار سے زیادہ

سنہ ۱۸۴۴ء

فوج راجہ کی نرہنے پاوے اور کل ۲ توپین جن مین بارہ لڑائی کی اور اٹھہ
سلامی کی رہا کرین لارڈ ایلینبرا بعد طی ہو جانے اِس مہم کے سمت کلکتہ روانہ ہوا اور
وہان اوسکی تبدیلی کا حکم ولایت سے آگیا اور بجاے اوسکے سر ہنری ہارڈنگ
گورنر جنرل مقرر ہوا۔ رنجیت سنگھہ بعد ملاقات لارڈ آکلینڈ کے بیمار ہوگیا
اور ۲۷ ماہ جون ۱۸۳۹ع کو شام کے وقت ہوش و حواس کے ساتھہ ۵۸ برس
کی عمر مین راہی ملک عدم ہوا حقیقت مین یہہ شخص اپنی قوم مین بڑا نامی گرامی
اِس ملک مین گذرا اسکا دادا چیرت سنگھہ نامی نودہ سنگھہ سانسی جاٹ کا بیٹا تھا
جو موضع سوکر چک علاقہ گوجروالہ کے درمیان ایک کچی گڑہی مین رہتا تھا اور
صرف اتنی اوسکو قدرت تھی کہ بوقت ضرورت دو ڈھائی ہزار سوار جمع کرلیتا تھا
لیکن رنجیت سنگھہ نے اپنی سعی بازو سے اپنی ریاست کو اتنا بڑھایا کہ ادھر سندہ سے
لیکر عملداری چین تک اوسکو پہنچا دیا اور ادھر درۂ خیبر سے لیکر اپنے علاقے
کو دریاے ستلج سے ملا دیا باوجود اِسکے کہ ایک کرور روپیے سے زیادہ کا ملک
لوگون کو بطور معافی کے دے رکھا تھا جسپر بھی قریب ڈیڑہ کرور کے ہر سال روپیا
اوسکے خزانے مین آیا کرتا تھا مرتے وقت خوب اسنے داد و دہش کی چنانچہ ایک کرور
روپیے سے زیادہ اوسنے اوس روز خیرات کیا تھا جس روز اوسنے انتقال کیا
اور لطف یہہ کہ نوشت و خواند مین صرف اتنی ہی مہارت تھی کہ اپنا نام لکھہ سکتا
تھا اور ایک آنکھہ چیچک کی نذر پہلے ہی کرچکا تھا لیکن مردم شناسی مین وہ بصیرت

رکھتا تھا - کہ بعد از راجہ بکر ... ج اور اگر کسی نے سواے اوسکے دربارے
شاید اپنی آنکھ سے ایسے نورتن ندیکھے ہونگے جب اوسکی لاش گنگا جل سے
دھو صندل کے بیمان مین جو سونے کے پھولون سے آراستہ تھا رکھہ
جلانے کو لیچلے تو چار رانیان اوسکی بہت نفیس اور عمدہ پوشاکین پہن اور
زیور سے آراستہ اوسکے ساتھہ ستی ہونے کو چلین چنانچہ رانی کندن بیٹی
راجہ سنسار چند رجپوت کانگڑے والے کی راجہ کے سر کو اپنی گود مین
رکھکر چتا پر بیٹھہ گئی اور باقی آور تین رانیان بھی جن مین دو سولہ ۱۶ سولہ برس
کی نہایت حسین تھین پانچ ۵ سات لونڈیون کے ساتھہ اوسکے گرد بیٹھہ گئین چہرون پر
اونکے مطلق آثار رنج و ملال کے معلوم ہوتے تھے بلکہ ایک بشاشت پائی جاتی
تھی اور عجیب ایک سما تماشف کا بندہ رہا تھا جب چتا مین آگ دیگئی تو دیکھتے دیکھتے ہی
سب رانیان راجہ کی لاش کے ساتھہ جلکر خاک ہوگئین اوس وقت ایک ابر نمودار
ہوا اور اوس مین سے کچھہ قطرے پانی کے برسے گویا کہ آسمان نے بھی خود اس
سانحہ پرالم پر اشک ماتم بہایا بعد وفات راجہ رنجیت سنگھہ کے اوسکا بیٹا
کھڑک سنگھہ مسند نشین ہوا اور چونکہ یہہ راجہ اپنے باپ کے قدیمی وزیر
راجہ دھیان سنگھہ سے بوجہ خاص ناراض ہوگیا تھا اسلیئے اوس وزیر نے
اوسکے بیٹے نونہال سنگھہ کو ایسا ورغلانا کہ اوسنے راجہ کھڑک سنگھہ کو نظر بند
کرکے عنان ریاست اپنے ہاتھہ مین لے لی کھڑک سنگھہ چند روز بیمار رہکر مر گیا

بگڑا جانے اوسکو زہر دیدیا یا علاج بیجا سے کچھ سو تدبیری کرائی
گئی الغرض لاش کو جب راجہ متوفی کی نونہال سنگھ جلا کر اپنے مکان کیطرف آتا تھا
راستے مین ایک ایسا دروازہ خدا کے قہر کا اوسپر ٹوٹ پڑا کہ اوسکے صدمے
سے جان بحق ہوا اپنے باپ کے راستے پر قدم بقدم چلا گیا اور راجہ دھیان سنگھ
کا بھتیجا میان اتم سنگھ بھی وہین کام آیا بعضے کہتے ہین کہ یہہ حرکت سب
دھیان سنگھ اور اوسکے بھائی گلاب سنگھ کی تھی لیکن اصلی سبب دروازہ گرنیکا
آج تک کسی کو معلوم نہوا سکھون نے بموجب اپنے دستور کے کھڑک سنگھ کی
رانی چندر کنور کو ملک کا وارث بنایا اور گلاب سنگھ بھی اوسکی طرف ہو گیا
لیکن فوج بسبب اغوا دھیان سنگھ کے کھڑک سنگھ کے بھائی شیر سنگھ سے آملی چندر کنور
قلعے مین محصور ہو گئی فوج نے چہار طرف سے گھیر لیا پانچ روز تک
خوب گولہ چلا کیا اگرچہ گلاب سنگھ اندر سے اور دھیان سنگھ باہر سے لڑتا
رہا لیکن دلون مین ایک تھے صرف ظاہر مین لوگون کے دکھلانے کو یہہ جنگ
زرگری کر رکھا تھا انجام کو اس بات پر صلح قرار پائی کہ شیر سنگھ مسند نشین ہووے
رانی چندر کنور کو نو لاکھ روپیہ کی جاگیر دیجاوے اور کبھی راجہ شیر سنگھ اوس
اپنی رانی بنانیکا ارادہ نہ کرے اور گلاب سنگھ مع اپنی فوج کے نشان
کھولے ہوئے قلعے سے باہر چلا جاوے کوئی کچھ مزاحمت نہ کرے غرض گلاب سنگھ
نے اپنی سولہ توپون کی سولہ پیٹیون مین صرف تین ۳ تین ۳ کارتوس رکھکر اون کو

بالکل روپیون سے بھر لیا اور پانسو توڑے اشرفیون کے اپنے پانسو جوانون
کے ہاتھہ دیکر جس قدر جواہرات چل سکے اپنی اردلی کے سوارون کے ساتھ کر لیا
اور بہت سا قیمتی اسباب لے قلعے سے نکلکر شاہدرے کے متصل ڈیرے
جا جمائے پھر کچھہ روز بعد شیر سنگھہ سے رخصت ہو اپنی جاگیر جمبو کو چلا گیا
غرض دھیان سنگھہ اس عزم مین کہ شیر سنگھہ کو مین نے ہی مسند پر بٹھایا اور شیر سنگھہ
کو یہہ خیال کہ جب تک دھیان سنگھہ رہیگا مین صرف براے نام راجہ ہونگا اور
بالکل اختیار ریاست اوسکے ہاتھہ مین رہیگا اور مجھے ہر طرح سے دبا دیگا دونون
کے دلون مین نفاق پڑ گیا اور ایک کو دوسرے کی طرف سے خوف رہنے لگا اور
سندھانوالون کو یہہ موقع اپنی مطلب براری کا اچھا ہاتھہ لگا کیونکہ وہ لوگ
بعد اولاد رنجیت سنگھہ کے اپنے تئین مستحق ریاست جانتے تھے اور
شیر سنگھہ سے ناراض بھی ہو رہے تھے اس لیئے ایک روز دونون
بھائیون لہنا سنگھہ اور اجیت سنگھہ سندھانوالون نے تنہائی مین مہاراجہ کے
پاس آکر یہہ فقرہ سنایا کہ پرتھی ناتھہ ہمکو دھیان سنگھہ نے آپکے مارنیکے واسطے
بھیجا ہی اور ہم سے اس خدمت کے عوض مین ساٹھہ لاکھہ روپیہ دینے کی
جاگیر دینے کا اقرار کیا ہی اور اوسکا ارادہ یہہ ہی کہ آپ کو قتل کرکے
دلیپ سنگھہ کو مسند نشین کرے اور جب تک وہ نابالغ رہے بے تکلف ریاست کا کام آپ
انجام دیا کرے اس لیئے ہم آپکو اس زیر بر ترویہ کے خیالات فاسد سے مطلع کرتے ہین

حق نمک ادا کرتے ہین آیندہ آپ مختار ہین شیر سنگھ نے اپنی بہادری سے
ہی بے بیم وہراس اپنی تلوار اون دونون سردارون کے سامنے رکھدی
اور کہا کہ اگر تم میرے مارنے کے قصد سے آئے ہو تو مین اپنی تلوار تمکو
دیتا ہون تم بے تامل مجھے قتل کرو مگر یاد رکھو کہ جس طرح اب وہ مجھے تمسے قتل کرواتا ہے
تھوڑے روز بعد تمکو بھی مروا ڈالیگا۔ سندھان والون نے عرض کیا کہ حضور ہم تو آپکے
مارنے کو نہین آئے بلکہ بچانے کو آئے ہین۔ لیکن ایسے نمک حرام وزیر کا اب چھوڑنا
خلاف مصلحت ہی غرض سندھان والے شیر سنگھ سے دھیان سنگھ کے قتل
کی اجازت تحریری لیکر وہان سے یہہ کہکر رخصت ہوئے کہ برتھی ناتھ
اب ہم اپنی جاگیر کو جاتے ہین وہان سے اپنے سپاہیون کو لیکر حاضری
دینے کے بہانے سے آپکے حضور مین حاضر ہونگے آپ اوس وقت دھیان سنگھ
کو کہدیجیئےگا کہ انکے سپاہیونکا جائزہ جاکر لو اوس وقت ہمارے سپاہی اوسکو اور
اوسکے بیٹے ہیرا سنگھ کو ایک ہی دفعہ گولی سے مار ڈالینگے۔ بعد ازان وہ دونون
دھیان سنگھ کے پاس گئے اور اوسکو وہ کاغذ دکھلایا جو شیر سنگھ نے
اوسکے مارنیکے لیئے بطور اجازت نامہ تحریر کر دیا تھا دھیان سنگھ
بہت گھبرایا سبب سندھان والون نے کہا کہ گھبرانے کی کیا بات ہی اگر کہیے
تو تیری خاطر سے ہم مہاراج ہی کو مار ڈالین پھر تو اوسنے اونسے بہت اچھے
اچھے وعدے کیئے۔ اور انھون نے یہان بھی مہاراج کے قتل کے

لیئے وہی تدبیر بتادی جو راجہ کو دھیان سنگھہ کے لیئے بتائی تھی بعد اوسکے
دوسرے روز سندھان والے اپنی جاگیر کو چلے گئے اور وہان سے تھوڑے
ہی روز بعد پانچ چھہ سو سوار خوب مسلح مرنے مارنے پر مستعد اپنے ہمراہ
لیکر آموجود ہوئے دھیان سنگھہ تو ان دنون مین بیماری کا بہانہ کرکے گھر
بیٹھہ رہا تھا اور مہاراج باغون کی سیر کر رہے تھے۔ اور چونکہ مہینے کی
پہلی تاریخ تھی اسلیئے دربار بھی تھا مہاراج کشتی کا تماشا دیکھکر پہلوانون کو انعام
دے دیکر رخصت کر رہے تھے کہ یکبارگی سندھان والون نے آکر داؤ
گروجی کی فتح سنائی مہاراج بہت مہربانی سے اونکی طرف متوجہ ہوئے اجیت سنگھہ
نے ایک دونالی بندوق جسکی ایک ایک نال مین دو دو گولیان بھری ہوئی تھین
پیش کرکے ہنسکر کہا کہ مہاراج دیکھیئے۔ چودہ سو روپیہ کو مین نے یہہ کیسی
سستی عمدہ بندوق لی ہی بالفعل اگر کوئی تین ہزار بھی دے تو مین اوسکو
ندون جب مہاراج نے بندوق لینے کے لیئے ہاتھہ بڑھایا اجیت سنگھہ
نے اوسکے سینے پر لیجا کر وہ بندوق سر کردی شیر سنگھہ گولیون کے لگتے
ہی بیدم ہو کر گر پڑا صرف اتنا ہی زبان سے نکلا کہ یہہ کیسی دغا غرض یہہ لوگ
مہاراج کا سر کاٹ کر اوس جگہہ پہنچے جہان مہاراج کا بڑا بیٹا چودہ
برس کی عمر کا کنور پرتاب سنگھہ رہتا تھا لہنا سنگھہ سندھان والے نے جب تلوار
اوٹھائی کنور اوسکے قدمون پر گر پڑا لیکن اوس سنگدل نے ایک ہی ہاتھہ مین

اوسکا کام تمام کیا بعد ازان اجیت سنگھ تو اوسی دم تین سو سوار اور چند پیادے
سپاہی لیکر لاہور کی طرف بھاگا اور لہنا سنگھ باقی دو سو سوارون کے ساتھ
آہستہ آہستہ اوسکے پیچھے روانہ ہوا آدھی دور پر دھیان سنگھ جو سیر کو گئے
باہر جاتا تھا اجیت سنگھ کو ملا اجیت سنگھ نے اوسے روک کر کہا کہ کام تمھارا
بالکل خاطر خواہ ہوگیا اب آپ قلعے مین چلکر بندوبست فرمائیے اور اپنے
وعدون کو پورا کیجیے بسبب یہ لوگ قلعے کے اندر پہونچے اجیت سنگھ کا اشارہ
پاکر ایک سپاہی نے راجہ دھیان سنگھ کے بھی گولی ماردی اور راجیت سنگھ نے
شہر مین منادی کرا دی کہ دلیپ سنگھ راجہ ہوا اور لہنا سنگھ سندھانوالا اوسکا
وزیر ہوا دھیان سنگھ کا بیٹا راجہ ہیرا سنگھ سندھانوالون کے قابو مین نہ آیا
اور اوسنے فوج کو اپنی طرف کرلیا۔ اور تین سو ضرب توپ لیکر قلعہ جا گھیرا تمام
شب توپین چلتی رہین۔ بوقت طلوع آفتاب ہیرا سنگھ نے قسم کھائی کہ جب تک مین
اپنے باپ کے قاتلون کو قتل نکرلونگا کھانا پینا مجھے حرام ہے دھیان سنگھ
کی رانی بھی مع لونڈیون کے ستی ہونیکے لیئے اس عرصے مین چتا پر چڑھنے
کو طیار ہوئی ہیرا سنگھ نے سپاہیون سے باواز بلند کہا کہ رانی اوس وقت
ستی ہوگی جب اوسکے خاوند کے قاتلون کا سر کاٹکر اوسکے قدمون مین رکھا
جائیگا فوج اس بات کے سنتے ہی جوش مین آئی چونکہ دیوار قلعہ شکست ہوگئی
تھی قلعے پر حملہ کرتے فوراً اندر گھس گئی اور اجیت سنگھ کا سر کاٹکر رانی کے قدمون

مین رکھدیا رانی اوسے دیکھکر نہایت خوش ہوئی بعدہٗ دھیان سنگھ کی
ہیراسنگھ کی پگڑی مین لگاکر خود مع ۱۳ عورتون کے ستی ہوگئی لہنا سنگھ سندھا
والا بھی اپنے بھائی کے پیچھے پیچھے قتل ہوکر دار جزا کو روانہ ہوا فوج اپنی لعسہراہ
کو چلی گئی اور شہر مین یہہ منادی ہوئی کہ ہیراسنگھ مہاراج دلیپ سنگھ کا وزیر
مقرر ہوا۔ چند روز بعد راجہ ہیراسنگھ اور اوسکے معتمد پنڈت جلا کی چند باتین
ایسی ظاہر ہوئین کہ جس سے فوج کا دل اوس سے بیزار ہوگیا ہیراسنگھ
نے وزارت چھوڑکر جمبو جانیکا ارادہ کیا اور فوج کے قواعد دیکھنے کے
بہانے سے شہر کے باہر نکلا مگر شاہدرے سے پانسو قدم بھی آگے نہ بڑھا تھا کہ
سکھ سوارون نے پہونچکر گھیر لیا اور کہا کہ تو پنڈت جلا کو ہمارے حوالے کر دے
لیکن پنڈت نے اپنی جان بچانیکے لیئے اوسکو آگے ہی چلنے کا اشارہ کیا اور
سکھون کا کہنا کچھ سُننے نہ پایا جب دس بارہ کوس نکل گئے اور دوپہر دن
آیا تب شامت نصیب سے پنڈت جلا گھوڑے سے گر پڑا اور گرتے
ہی سکھون نے اوسکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور جب ہیراسنگھ بھی پیاس
کی شدت سے پانی پینے کے لیئے ایک گانو مین اُترا سکھون نے اوس گانون مین
آگ لگاکر اوسے بھی وہین قتل کر ڈالا ہیراسنگھ کا سر لاہوری دروازے پر لاکر
لٹکا دیا اور پنڈت جلا کا سر تمام شہر مین بعد تشہیر کرنیکے طعمہ سگان ہوا غرض بعد مارے جانے
ہیراسنگھ کے دلیپ سنگھ کا ماموں جواہر سنگھ وزیر ہوا لیکن اسی عرصے مین کنور پشورا سنگھ

نے سرکشی کرکے اٹک کا قلعہ جا دبایا جواہر سنگھ کے آدمیون نے پہلے تو ہم
دلاسا دیکر اوسے قلعے سے باہر نکالا اور پھر رات کے وقت اوسے مار کر
دریاے اٹک مین پھینک دیا کنور پشورا سنگھ چونکہ مہاراج رنجیت سنگھ کے فرزندون
مین سے تھا اور بوجہ بہادری کے تمام فوج کا عزیز تھا اوسکے ماریجانیکی
خبر سنتے ہی تمام سپاہ کے دل مین آتش غضب بھڑک اوٹھی اور ۱۲ ستمبر ۱۸۴۵ء

۱۸۴۵ء

کو تمام لشکر دلی دروازے کے نزدیک جا مقیم ہوا الحاصل جب جواہر سنگھ نے دیکھا کہ
اب بچنے کی کوئی صورت نہین ہے تو مہاراج دلیپ سنگھ کو اپنی گود مین لیکر ہاتھی پر سوار ہو
اور اپنی ہمشیرہ یعنی دلیپ سنگھ کی مان رانی جندان کو بھی دوسرے ہاتھی پر سوار
کرا اپنے ہمراہ لیا لیکن جب سواری فوج کے مقابل پہنچی سپاہیون نے
اوسکے ہاتھی کو روکا اور فیلبان کو دھمکا کر ہاتھی بیٹھا دیا اور مہاراج
کو اوسکی گود سے چھین لیا اور اوسکا کام تمام کر دیا اور سنگینون سے تمام
کیا اس کے مرنے سے ہی تمام پنجاب مین بدنظمی ہو گئی اور عہدہ وزارت خالی پڑا
رہا۔ اگرچہ راجہ لال سنگھ مشیر رانی جندان کے اختیار سے تمام کاروبار سر
انجام ہوتا رہا لیکن اصل اختیار کل معاملات مین فوج کا تھا اور فوج کو باوجود
ہونے اس قدر سامان لڑائی کے بے شغل بیٹھا رہنا کب پسند آتا تھا بیٹھے بیٹھے
سر کھجایا یہ فکر ہوا کہ سرکار انگریز بہادر سے جنگ کرنا چاہیے بعض لوگ
یہ بھی کہتے ہین کہ منصوبہ اس لڑائی کا رانی اور سردارون نے اوس

غرض سے کیا تھا کہ اسطرح تو فوج لاہور مین خاموش نرہیگی جب اتنے
راجہ اور سردارون کو قتل کر چکی ہی تو ضرور بالفعل جو باقی رہ گئے ہین اونکے
بھی خون بہائیگی اس سے بہتر یہی ہی کہ یہہ لوگ انگریزون سے لڑین
اگر انکی فتح ہوئی تو بیشک یہہ کلکتے تک انگریزون کا پیچھا کرتے ہوئے
چلے جاوینگے اور لاہور کو پھر مراجعت انکی جلدی سے معلوم ہی اور جو انکی
شکست ہوئی تو صاحبان عالیشان کسی کی جان کے خواہان نہیں ہین سبکی تاہم
پنشن مقرر کردینگے غرضکہ اوسکی نظر دلپذیر موجود ہی سب امرا نے اپنی جان
کی حفاظت اسی مین دیکھی کہ فوج لاہور سے نکلکر انگریزون سے لڑنے کے
لیے آمادہ ہو غرض فوج کو انگریزون سے لڑنیکا حکم دیا +
لارڈ ہارڈنگ اس خیال سے کہ ہمارے اور اوس سرکار کے درمیان
صلح اور دوستی کا عہدنامہ ہی اس باجب سے بالکل غافل تھا حتی کہ راجہ
لال سنگھ نے جمعیت ۲۲۰۰۰ سوار اور ۴۰ توپون کے ۲۳ نومبر کو لاہور
سے کوچ کیا اور سردار تیج سنگھ بھی ۱۶ دسمبر کو معہ فوج وہان سے کوچ کر کے راجہ
لال سنگھ سے شامل ہوا جب گورنر جنرل نے دیکھا کہ سکھون کی فوج
فیروزپور کے سامنے آگئی تو ادھر سے بھی پلٹن اور رسالون کو
ڈبل کوچ کا حکم دیا اور [illegible] کے ڈیرون سے گورنر جنرل نے
لڑائی کا اشتہار دیدیا سکھون کی جو فوج اس پار اوتر آئی تھی اسی

ہزار سے کم تھی تیج سنگھ اور لال سنگھ دونون نے چاہا کہ فیروزپور پر حملہ
کرین لیکن فوج نے نمانا کیونکہ فوج کو یقین ہوا کہ قلعہ فیروزپور مین انگریزون
نے سرنگین کھودکر بارود بچھا رکھی ہی جسوقت سکھ حملہ کرینگے اوس
وقت بارود مین آگ لگا دیوینگے غرض کئی روز سکھونکی فوج اسطرح جب
چاپ فیروزپور کے مقابل ڈیرہ ڈالے پڑی رہی مگر جس وقت سُنا کہ فوج
انگریزی اونکی طرف کوچ کرتی چلی آتی ہی تو وہ بھی وہان سے انبالے
کی طرف روانہ ہوئے اور ۱۸ دسمبر کو تیسرے پہر راجہ لال سنگھ نے
مع بارہ ہزار سوار اور ۴۰ ضرب توپ کے مُدکی سے دو کوس کے
فاصلے پر ڈیرہ کیا فوج انگریزی چونکہ بڑا کوچ کرکے مدکی مین پہنچی تھی
ہنوز ڈیرے بھی نہین کھڑے ہونے پائے تھے اور نہ سپاہیونکو ہاتھ
مُنہہ دھوکر روٹی پکانے سے فرصت ملی تھی کہ گورنر جنرل اور کمانڈر انچیف
دونون نے یہہ خبر سُنتے ہی گھوڑونپر سوار ہو لشکر مین بگل لڑائی کا بجوادیا
غرض جس وقت فوج انگریزی حملہ کرکے سکھون سے مقابل ہوئی کثرت
گرد وغبار سے اپنا اور بیگانہ نظر نہین آتا تھا سکھ جو بیشتر آگئے تھے جھاڑیون
کے سہارے سے انگریزی سوارون پر بندوقین جوڑ جوڑ کر گولیان مارنے لگے
جنرل سیل جلال آباد والے اور کئی بڑے بڑے انگریز اس لڑائی مین مارے
گئے لیکن آخرکو ان شیرون کی تاب مقابلہ نلاکے سکھ لوگ گیدڑونکی طرح

मुदकी

بھاگ نکلے اور صاحبان عالیشان فتحیاب ہوئے ۲۱ دسمبر کو انگریزی
فوج نے سکھون کے مورچون پر جو اونھون نے پھیرو کے پاس جمائے تھے حملہ کیا
اِس روز رات تک لڑائی ہوتی رہی اور میجر براڈ فٹ انبالے کے ایجنٹ
اوسی لڑائی مین کام آئے لیکن قبل از طلوع آفتاب ایک متنفس بھی ان مین دشمنو
سے باقی نرہا اکثر تو اوسی جگہہ فوج انگریزی کے ہاتھہ سے مارے گئے اور جو باقی
رہے ستلج کی طرف چلے گئے اور متصل سبرانو ہری کے پٹن پر ہوکر ڈیرہ
خیمہ تو اپنا ستلج کے دہنے کنارے رکھا اور آپ اڑنے کے لیے ستلج کا پل
کشتیون کا باندھکر اوسکے بائین کنارے مستعد ہوئے سرکاری فوج
نے بھی اوسی جگہہ اونکے مقابل جا ڈیرہ کیا اور مہینے بھر سے اوپر دونون
فوجین اسطرح آمنے سامنے بے جدال و پیکار پڑی رہین انگریز تو اپنے
بڑے قلعہ شکن توپخانے کے پہونچنے کے منتظر تھے اور سکھہ لوگ اس
امید پر کہ اب انگریز دب کر صلح کر لینگے خاموش تھے اِس عرصے مین جنرل
ہیری اسمتھ نے لدھیانے کے نزدیک علی وال مین سردار رنجور سنگھہ
کو جسنے وہان کچھہ سکھہ جمع کیئے تھے شکست دی اور راجہ گلاب سنگھہ
تین ہزار آدمی ساتھہ لیکر جمون سے لاہور مین آپہونچا۔ غرض ۱۰ فروری
سنہ ۱۸۴۶ع کو علی الصباح فوج سرکاری نے سکھون پر جو اپنے مورچون
مین غافل پڑے ہوئے تھے حملہ کیا اور تھوڑی دیر کی سخت لڑائی

सुलियानी

مین اونکا قدم میدان سے اوکھڑ گیا اور پھر اس بد حواسی سے بھاگے
کہ انکے ہجوم سے پل بھی ٹوٹ گیا اور اوس پل کے ٹوٹنے سے آدھے
سے زیادہ سکھ ستلج مین ڈوبکر مر گئے غرض یہہ لڑائی بہت بڑی ہوئی
اور اس لڑائی کے شکست کھانے سے سکھون کی خود مختار سلطنت
جو رنجیت سنگھ نے اس محنت سے بنائی تھی بالکل نیست و نابود ہو گئی
سرکاری فوج اوسی روز دوسرے گھاٹ پل باندھکر ستلج کے
اوس طرف اوتر گئی بعدہٗ کوئی غنیم مقابل نہوا اور فوج سرکاری بعزمت
تمام منزل بمنزل لاہور کی طرف روانہ ہوئی اور قصور کے مقام پر راجہ
گلاب سنگھ گورنر جنرل کی خدمت مین آحاضر ہوا اور پھر لاٹ صاحب کے ڈیرے
مین مہاراج دلیپ سنگھ کو بھی لے آیا ٢٠ فروری کو فوج سرکاری گورنر جنرل
کے ساتھ لاہور مین داخل ہوئی اور ٩ مارچ کو دربار عام مین مہاراج
نے مع اپنے سب سرداروں کے آکر جدید عہدنامے پر دستخط کیے
اس عہدنامے کی رو سے لاہور کے بالکل علاقجات جو ستلج کے اس
پار تھے مع دوابہ جلندھر سرکار کی عملداری مین آگئے دریاے
بیاس سرحد عملداری قائم ہوا پچاس لاکھ روپیہ بابت خرچ لڑائی کے
مہاراج نے نقد ادا کیا اور ایک کرور روپیے کی عوض علاقہ جمبو اور
کشمیر کا حوالے کردیا کہ سرکار نے وہ روپیہ لیکر راجہ گلاب سنگھ کو خطاب

مہاراجگی دیگر علاقہ واپس کردیا جو بات رانی جنداں اور راو سکے دوست
لال سنگھ نے واسطے بربادی گلاب سنگھ کے تجویز کی تھی وہی گلاب سنگھ کے
کام آئی کیا قدرت الہی ہے جس قدر توپین لڑائی مین گئی تھین بالکل سرکار
کے قبضے مین آگئین قصہ مختصر گورنر جنرل نے تھوڑی سی فوج بموجب
کہنے مہاراج اور رانی صاحب کے لاہور مین رہنے دی اور باقی سب
فوج کو اپنی اپنی چھاؤنی مین روانہ کردیا۔ مہاراج گلاب سنگھ نے
جب کشمیر مین اپنا قبضہ کرنیکے لیئے آدمی اور سپاہی بھیجے شیخ امام الدین
وہان کے صوبہ دار نے سبکو مار کر نکال دیا اور کشمیر کے دینے سے
انکار کیا لیکن جب ہنری لارنس صاحب ایجنٹ لاہور کچھ تھوڑی سی
فوج انگریزی لیکر گلاب سنگھ کو دخل دلانے کے لیئے میر پنجال کے گھاٹے
پر پہنچے امام الدین اونکے ہمراہ لاہور چلا آیا اور کشمیر مین بخوبی گلاب سنگھ
کا عمل و دخل ہوگیا امام الدین نے سبب اپنی استادگی کا یہہ بیان
کیا کہ راجہ لال سنگھ وزیر نے کشمیر چھوڑنیکے لیئے مجھے منع کردیا تھا
بلکہ لال سنگھ کا لکھا ہوا مہری خط بھی اسی مضمون کا پیش کردیا چنانچہ سرکار
نے لال سنگھ کو اس قصور مین منصب وزارت سے معزول کر نظربندی
کیلیئے آگرے بھیجدیا اور کاروبار ریاست کا سردار تیج سنگھ سردار
شیر سنگھ سردار شمشیر سنگھ سردار رندھاوا سنگھ سردار عطر سنگھ سردار رنجور سنگھ

دیوان دینا ناتھ اور خلیفہ نورالدین کے سپرد کر دیا اور اِس عرصے
مین میعاد رہنے فوج سرکاری کی لاہور مین گذر گیٔ اور قریب تھا کہ لاہور
چھوڑ کر ستلج کے اِس پار چلی آوے لیکن سردارون نے یہہ بات
نہونے دی اور فوج رہنے کے لیئے سرکار سے بہت آرزو کی
تب ناچار سرکار نے اونکی عرض قبول کر کے یہہ تجویز کی کہ تک جب
راجہ دلیپ سنگھ ١٦ برس کا ہو جس قدر فوج سرکار حفاظت ملک
کے لیئے درکار ہو لاہور مین رہے اور خرچ اوسکا بائیس لاکھ سالانہ
خزانہ لاہور سے ملا کرے اور بندوبست اور انتظام ملک کا بموجب
صلاح و حکم صاحب اجنٹ بہادر کے ہوتا رہے اور رانی جند کے گذارے
کے لیئے ڈیڑہ لاکھ روپیہ سالانہ نقد مقرر ہو جاوے رانی جند
اختیار کے کم ہو جانے سے روز بروز طرح طرح کے فساد برپا کرنے
لگی اور دلیپ سنگھ کو بھی اغوا کرنے لگی حتیٰ کہ جو روز سردار تیج سنگھ
کو خطاب راجگی کے ملنے کا مقرر ہوا تھا اوس روز دلیپ سنگھ نے
صاف انکار کیا کہ ہمین اسکی راجگی کا تلک کرنا منظور نہین ہی آخر
جب سردارون نے دیکھا کہ رانی لاہور مین رہکر مہاراج کو بھی خراب کریگی
اور ملک مین بھی فتور ڈالیگی تب بصلاح صاحب اجنٹ بمنظوری گورنر جنرل
اوسے شیخوپورے مین جو لاہور سے بفاصلہ ١٦ سولہ کوس کے ہی نظر بند

۱۸۴۷ء

رہنے کے لیئے بھیج دیا۔ ۱۸۴۷ء کے آخر مین دیوان مولراج ناظم
ملتان نے لاہور مین آکر اپنی نظامت کا استعفا پیش کیا اور وجہ
اوسکی یہہ بیان کی کہ بسبب افزایش جمع اور تبدیلی انتظام سرشتے کے
مجھے نقصان ہوتا ہی اور بسبب مسموع ہونے مرافعہ ملتانیون کے
لاہور مین اونپر میرا پہلا سا دباو باقی نہین رہا۔ الغرض اوسکا استعفا
منظور ہوا اور اگنیو صاحب اور لفٹننٹ اندرسن صاحب جمعیت ڈھائی
ہزار سوار و پیدل اور چھہ ضرب توپ اپنی ہمراہ دے روانہ ملتان ہوئے
کہ اوس صوبے کو مولراج سے لیکر سردار کانہہ سنگھہ ناظم جدید کے

۱۸۴۸ء

سپرد کر دین چنانچہ جب ۱۹ ماہ اپریل ۱۸۴۸ء کو اونہون نے قلعے کو
اندر سے اچھی طرح ملاحظہ کر لیا تب مولراج نے بعد ملاحظہ کرانے
کے قلعہ اونکے سپرد کر دیا اور وہ دونون صاحب پلٹن گورکھے کے
دو کپتانون کو قلعہ مین چھوڑ کر آپ باقی آدمیون کے ساتھہ اپنے
ڈیرون کی طرف چلے آئے۔ دیوان مولراج اور سردار کانہہ سنگھہ
دونون ہمراہ تھے دروازۂ قلعہ سے باہر نکلتے ہی کسی سپاہی نے
اگنیو صاحب پر برچھی چلائی اور تلوار سے اونکو زخمی کیا بعدہ
تھوڑی ہی دور آگے یہی سانحہ اندرسن صاحب کے ساتھہ پیش آیا
اور مجرم بھاگ گئے ان صاحبون کے ملازم اونھین وہان سے

اودھاکر ڈیرے مین لے آئے مولراج اوسوقت صاحب کے پاس
ملاقات کے لیئے جانیکو طیار تھاکہ اسی عرصے مین کسی نے اوسکے
رشتہ دار رنگرام کو بھی جسنے اوسے صاحب کے پاس جانیکی
صلاح دی تھی زخمی کیا۔ اس حادثے سے مولراج بھی خوفناک
ہوکر اپنے مکان کو چلا گیا دوسرے روز علی الصباح قلعے سے
لشکر انگریزی پر گولے چلنے لگے اور شام تک انگریزی فوج کے
سب سپاہی مولراج سے جاملے قریب پچیس ۲۵ تیس ۳۰ سپاہیون کے صرف
ان صاحب لوگون کے پاس رہ گئے ۲۱ کو مولراج کی فوج نے
نکلکر ان دونون زخمی صاحبون پر حملہ کیا اور اونکو مار ڈالا جبکہ یہہ خبر
لاہور مین پہونچی اوسی وقت کچھ فوج بہ تحت حکومت شیر سنگھ سمت ملتان
روانہ کی گئی اور نواب بہاولپور کو اور لفٹننٹ اڈوارڈس کو جو اون
ایام مین ہزارے کی کمان پر تھا اور فیروزپور کی فوج کو حکم ہوا کہ امداد
کے لیئے ہر سمت سے ملتان کی طرف روانہ ہو اسی عرصے مین لاہور
کے درمیان رانی کے سپاہیون نے سرکاری فوج کے کچھ سپاہیون
سے ملکر ایسی سازش کی کہ ایک ہی روز مین وہان سب صاحب لوگون
کو قتل کر ڈالین لیکن یہہ راز کھل گیا اور رانی جند اجنار کے قلعے مین مقید
رہنے کے لیئے بنارس بھیجی گئی اور اوسکے نوکرون گنگارام و کاہن سنگھ

اور گلاب سنگھ کو پھانسی ہوئی اور باقی مفسدون نے اپنے اپنے قصور کے
موافق سزاے اعمال پائی ۱۸ جون کو متصل ڈیرہ اسمٰعیل خان کے
لفٹننٹ اڈوارڈس سے جو تین ہزار افغان لیکر بھاولپور اور لاہور کی
فوج کے شامل ہوگیا تھا مولراج سے مقابلہ ہوا جسمین ملتانیون نے
شکست کھائی بعد ازان اکثر لڑائیان ہوتی رہین جن مین ملتانی برابر
شکست کھاتے رہے اس عرصے مین فوج سرکاری اور توپخانہ بھی آپہنچا اور
قلعے پر حملہ کرنیکا سامان مہیا ہوگیا لیکن جنرل ہویش صاحب نے جو کمانڈنگ افسر
فوج انگریزی کے تھے بسبب باغی ہوجانے سردار چتر سنگھ کے ہزارے
مین اور جا ملنے شیر سنگھ اوسکے بیٹے کے مع فوج لاہور مولراج سے حملہ
کرنا بانتظار آنے اور کمک کے ملتوی رکھا اگرچہ شیر سنگھ صاف نیت سے
مولراج کے پاس گیا تھا مگر اوسنے اوسکا اعتبار نہ کیا اور قلعے سے
باہر نکلجانیکا حکم دیا اس لیئے وہ اپنی فوج لیئے ملتان سے ہزارے کی طرف
اپنے باپ چتر سنگھ کے پاس چلا گیا ادھر گرو مہاراج سنگھ نے بہت سکھ
لوگ جمع کرکے ہوشیارپور کے نزدیک لوٹ ملدکری شروع کردی
اودھر کانگڑے کے متصل کئی چھوٹے چھوٹے راجے باغی ہوگئے
الغرض پنجاب مین ہر طرف سے فساد اوٹھ کھڑا ہوا اور غدر مچ گیا
امیر دوست محمد خان کے بھائی سلطان محمد خان نے فریب سے

میجر لارنس صاحب اور کپتی آوٹر صاحب لوگون کو سردار چتر سنگھ کے یہان
گرفتار کرا دیا الحاصل جب بمبئی اور سندہ وغیرہ سے تمام فوجین جنرل ہویلر صاحب
کی امداد کے لیئے چلکر ملتان مین آگئین تب یہہ لڑائی پھر شروع ہوئی
فوج سرکاری شہر مین داخل ہوئی اور قریب تھا کہ قلعے پر حملہ کرے لیکن
۲۲ جنوری ۱۸۴۹ء کو مولراج خود بخود مع اپنی سپاہ کے قلعہ چھوڑ کر خدمت
مین جنرل موصوف کی چلا آیا غرض وہ تو مقید ہوکر سمت لاہور روانہ ہوا
اور فوج سرکاری تادیب کے لیئے شیر سنگھ کے روانہ ہوئی رام نگر اور
شاہ دولہ پورا اور چیلیان کے معرکون مین اگرچہ فوج سرکاری برابر فتحیاب
ہوتی رہی لیکن ایسے سخت محاربے ہوئے کہ جسمین ہزارون سپاہی
طرفین کے مقتول و مجروح ہوئے۔ اور آخری میدان مین جو بمقام گجرات
سکھون نے شکست کھائی جس سے بالکل طاقت اونکی جاتی رہی اور
دریاے اٹک کی طرف بھاگ گئے جنرل گلبرٹ نے ایسی سرعت سے
اونکا تعاقب کیا کہ ۱۴ مارچ کو سردار چتر سنگھ اور شیر سنگھ مع دیگر مفسدون
کے اونکی خدمت مین آپ حاضر ہوگئے اور جان کی امان چاہی توپ
بندوق اور سب ہتھیار سرکار کے حوالے کردیئے امیر دوست محمد خان ان
مفسدون کی مدد کے لیئے مع اپنے فرزندون کے آیا تھا اور چتر سنگھ
نے بعوض اسکے قلعۂ پشاور و اٹک اوسکے حوالے کردیا تھا مگر جب سکھون

۱۸۴۹ء

चैलियान

نے شکست کھائی وہ قلعہ پشاور چھوڑ کر پھر اپنے ملک کی طرف چلا گیا
اور ایک بیٹا بھی اوسکا گجرات کی لڑائی مین کام آیا اسی عرصے مین
مہاراج سنگھ بھی پکڑا گیا اور پہاڑی راجا بھی سب اپنے کیفر کردار کو
پہنچے غرض آتش فساد سب طرف بجھ گئی اور صورت امن امان کی
ہر طرف نظر آنے لگی جب گورنر جنرل نے دیکھا کہ سکھ لوگ جبتک ذرا
بھی ذی اختیار رہین گے بے فساد کیئے باز نہ آوینگے اور ہمیشہ کے
لڑائی جھگڑون مین ہزارون آدمی ناحق مارے جاوینگے حکم ضبطی ملک
پنجاب صادر فرمایا جو ۲۹ مارچ کو لاہور مین جاری اور مشتہر
کیا گیا القصہ پانچ لاکھ روپیہ بطور پنشن راجہ دلیپ سنگھ کے لیئے
مقرر ہوا اور فرخ آباد مین رہنے کے لیئے اجازت ہوئی اور
مولراج بسزاے اپنے اعمال کے روانہ دریاے شور ہوا اور شیر سنگھ
اور چتر سنگھ کو کلکتے مین نظر بند رہنے کے لیئے حکم ہوا اور تمام خزانہ
توشخانہ لاہور کا قبضہ سرکار دولتمدار مین آیا اور وہ ہیرا جسکا نام کوہ نور
تھا ملکہ معظمہ انگلستان کوئن وکٹوریا خلد اللہ ملکہا کے لیئے بطور نذر
بھیجا گیا اس عرصے مین لارڈ ہارڈنگ صاحب ۱۸ جنوری
۱۸۴۸ع کو ولایت چلے گئے تھے۔ اور بجاے اونکے
لارڈ ڈلہوسی صاحب گورنر جنرل مقرر ہوئے تھے ✽

۱۸۵۲ء

شروع ۱۸۵۲ء مین راجہ برہما کے صوبہ دار نے بمقام رنگون پہلے تو انگریزی سوداگرون سے محصول معمول سے زیادہ طلب کیا بعد اوسکے انکے مال کا نقصان کیا اور پھر اونکو مقید کیا اسپر لارڈ ڈلہوسی نے آٹھ سات ہزار فوج زیر حکم جنرل گاڈون صاحب کے جہازون پر سوار کرکے اوسطرف روانہ کی جسنے ۵ اپریل کو مرتبان فتح کرکے ۱۴ کو رنگون جالیا وہان برہما والون کی قریب پچیس ہزار کے فوج تھی سوائے انکے اور بھی کئی لڑائیان ہوئین مگر سب مین سرکار فتحیاب ہوئی غرضکہ ۲۸ دسمبر ۱۸۵۲ء کو گورنر جنرل صاحب بہادر نے واسطے ضبطی صوبۂ پیگو کے اشتہار جاری کیا مگر بعد ایک عرصے کے راجہ برہما سے پھر سلسلہ سلوک و اتحاد کا جاری ہوگیا *

۱۸۵۳ء

۱۸۵۳ء مین بباعث ختم ہوجانے میعاد سند کے ایسٹ انڈیا کمپنی کو سند جدید حضور سے پادشاہزادی کے حاصل ہوئی اور اس سند کی رو سے بجائے تیس ۲۴ کے اٹھارا ۱۸ ڈائرکٹر مقرر ہوئے جن میں سے چھ ۶ منجانب پادشاہ مقرر ہوئے اور پانچ پانچ ہزار روپیہ سالانہ اونکی تنخواہ مقرر ہوئی اور جیرمین اور ڈپٹی جیرمین کے لئے دس دس ہزار روپیہ تنخواہ قرار پائی اور ایک ایک لفٹننٹ گورنر بنگالے اور پنجاب کے لیئے مقرر ہوا اور تعداد ممبران لیجس لیٹو کونسل کی زیادہ کی گئی *

۱۸۵۶ء

۷ فبروری ۱۸۵۶ء کو جنرل اوٹرم صاحب رزیڈنٹ نے
منجانب سرکار اشتہار ضبطی ملک اودہ کا جاری کیا اور وجہ ضبطی کی یہہ
ہوئی کہ لکھنو کے بادشاہ سے انتظام ملک خاطر خواہ سرکار نہو سکا چنانچہ
ایک عہدنامے مین سابق یہہ شرط درج ہو چکی تھی کہ جب بادشاہ سے
انتظام نہو سکے تو سرکار اپنا انتظام کرے لیکن اکثر یہی تصور کرتے مین
کہ سرکار کو ملک لینا منظور تھا بجز اسکے اور کوئی سبب نہین معلوم
ہوتا علاوہ ضبطی ملک کے جو کچھہ مال اسباب محل مکان بادشاہی تھا سب
ضبط ہو کر نیلام ہو گیا اور بادشاہ کو کلکتے مین رہنے کا حکم ہوا
اور اونکے کھانیکے لیئے سرکار سے بارہ لاکھہ سالانہ بطور پنشن
کے مقرر ہو گیا بادشاہ کی مان اور بھائی حضور مین ملکہ انگلستان
کے ولایت مین جاکر دادخواہی کے لیئے حاضر ہوئے گو اونکی
فریاد کو کسی نے نہ سنا لیکن اون دونون نے اپنے تئین ملکہ فرمانروا
انگلستان پر تصدق کر ڈالا - اب کچھہ حالات غدر ۱۸۵۷ء ہم لکھے

۱۸۵۷ء

جاتے ہین جسکا انگریزون کو نہایت تعجب ہی اور جسکے سبب اصلی دریافت
کرنے مین آج تک سرگردان ہین اور واقعی اونکو اگر تعجب ہو تو محل
استعجاب نہین کیونکہ جس ملک مین ایک قوم اور ایک مذہب کے
آدمی رہتے ہون اور اوسی قوم اور اوسی مذہب کا بادشاہ ہو

اور اوسی قوم اور اوسی مذہب کی فوج بھی ہو اور وہی رعیت وہانکی
حکومت کرتی ہو اور اپنے بادشاہ کے لیئے بوقت ضرورت فوج
کا کام دیتی ہو اور فوج پاس قوم کے لیئے سر دینے کو حاضر ہو اور
جہان کے لڑکے بھی تلوار اور بندوق سے کھیلتے ہون اور لڑائی
مین اوڑ جلکے جوانون کے کان کاٹتے ہون جہان کی ایک
ایک بڑھیا کاروبار سلطنت کا سمجھتی اور اوسمین دخل دیتی ہو جس کام
مین دیکھو مثل سوسیا نے ایک مت کی اونپر صادق آتی ہو اونکے ذہن
مین کب یہہ آئیگا کہ حاطۂ بنگال کی تمام فوج ہندوستانی جو بیاس
سنک ہمیشہ سرکاری کامون مین جان تک دینے کو طیار تھی اور
اپنے افسر کی ذراسی توجہہ پانے سے اوسکی غلام بنجاتی تھی صرف
ایک چربی ملے کارتوس پر بگڑکر اپنے افسرون ہی کا گلا کاٹنے
لگیگی۔ فوج کے بگڑتے ہی ہر طرف ملک مین غدر مچگیا بدمعاشون
نے [illegible]نگری پر کمر باندہ لی۔ اون رئیسون بھلے آدمیون نے
جو سرکار کے تمام ساختہ پرداختہ تھے اور جنکی حسب تمنا یہان
سرکار نے حکمرانی شروع کی تھی اور جس سرکار کی نسبت وہ ہمیشہ اظہار خیرخواہی
کیا کرتے تھے اِس آتش فساد کے فرو کرنے مین کچھہ بھی امداد
سرکار نکی اور نہ اپنا جوہر شجاعت دکھایا اور نہ اپنا نقد جان تصدق

سرکار کیا بلکہ دم دبا کر اپنے گھرون مین جا چھپے بیشک وہ نہایت
تعجب کرینگے لیکن ہم لوگ بخوبی جانتے ہین کہ ہمارے ملک کے
بھائی بند دنیا مین سب سے مقدم روپیہ جانتے ہین بلکہ اپنی
ہستی اسی روپئے کے پیدا کرنیکے لیئے سمجھتے ہین اور روپیہ عزت
کے لیئے اور عزت جان کے لیئے اور جان تک ایمان بچنے لیئے
دنیا واجب تصور کرتے ہین۔ اس زمانے مین ہم لوگونکی عزت
کا دارومدار عورتون کی پردہ داری پر آرہا ہی کہ اونکی بے پردگی
سے اونکا مار ڈالنا بہتر سمجھتے ہین چنانچہ دیکھو قلعہ چتور مین تین بار
ایسے سانحے پیش آئے کہ تیرہ تیرہ ہزار عورتین ایک ساتھ جلکر مر گئین
اسیطرح ہم لوگون کے ایمان کا دارومدار اب بالکل کھانے پینے
اور چوکے چولھے پر آرہا ہی اسی کا برا او ربچاو گویا تمام دینداری
کا خلاصہ ہوگیا ہی پس اس حالت مین اگر سپاہیون نے چربی
ملے کارتوس کو کاٹنے سے انکار کیا تو محل تعجب کیا ہی انگریزی
مین گریز چکنائی کو کہتے ہین خواہ وہ از قسم چربی ہو یا تیل یا گھی
انگلستان مین بجاے چکنائی کے اکثر چربی ہی کام مین آتی
ہی کیونکہ تیل بھی اکثر چربی ہی کا بناتے ہین اور گھی کا وہ نام بھی
نہین جانتے مکھن کھانے سے نہین بچتا تیسی سرسون وغیرہ کا

تیل ہوتا ہی لیکن وہ بہت گران بکتا ہی الحاصل سرکار نے جس
طرح پر بجاے توڑہ دار کے پتھر کلا اور بجاے پتھر کلے
کے ٹوپی دار یعنی پٹاخے کی بندوق فوج کو دی تھی اسی طرح اب
ایک نئی قسم کی بندوق جسکو انفلڈ رفیل کہتے ہین اور جسکی گولی سب
سے زیادہ دور جاتی ہی فوج کے لیئے ولایت سے منگائی تھی
مگر اوسکے چلانیکی ترکیب مین ولایت سے یہہ بھی لکھا آیا تھا کہ اس
بندوق کی نلی تنگ ہوتی ہی اسلیئے مناسب ہی کہ اوسکے کارتوس
پر گریز یعنی کچھہ چکنائی لگا دی جاے ورنہ بیچ ہی مین کارتوس اٹک
رہیگا کلکتے کے صاحبان میگزین نے مطابق دستور اپنے ملک کے
کارتوسون مین چربی لگوا دی لیکن اونھین یہہ علم نہ تھا کہ چربی
سے ہندوستن کو پرہیز ہی اور مکھن بلا تکلف اونکے کھانے مین
آتا ہی ورنہ اونھین کیا مشکل تھا کہ بجاے چربی کے مکھن کا استعمال
کرتے [illegible] ہی کہ جب فوج بگڑ گئی ملک مین فتور مچگیا جیسے انگلستان
کی کسی ولایت مین اسی طرح پر اگر آج فوج بگڑ جاے تو غدر کے ہونے
مین کیا تامل ہوگا بدمعاش سب جگہہ ہوتے ہین غدر ہوتے
ہی بازار غارتگری وہان بھی گرم ہو جائیگا اگر کوئی کہے کہ فوج
تو ایمان کے ڈر سے خواہ وہ راست ہو یا دروغ باغی ہو گئی

اور بدمعاشون نے لوٹ کے لالچ سے عذر کیا لیکن بھلے
آدمیون کو کیا ہوا تھا کہ اونھون نے اوسکے فرو کرنے مین اوسرکار
کو مدد دینے مین کچھ اظہار جوانمردی نکیا۔ تو اس مقام پر بہہ بھلے خیال
کرنا چاہیئے کہ یہہ لوگ کیا مدد دیسکتے تھے اور کیا اظہار جوانمردی
کرسکتے تھے یہہ ہندوستان کچھہ فرنگستان نہین ہی کہ جہانکی عورتین
بھی تیرانداز ہوتی ہین اور ہر فرد وہان کا سپاہی ہوتا ہی یہانکے بھلے
آدمی بنیئے مہاجن دوکاندار منشی متصدی
لالا بابو کی یہہ کیفیت ہی کہ اگر اونکو لکھنا پڑھنا نہ آیا ترازو
باٹ لیکر دوکان پر ہو بیٹھے اونکو تلوار بندوق سے کیا نسبت
اگر کبھی بھولے چوکے بندوق چلائی تو اپنا ہی منہہ جلایا یا
اپنے تئین زخمی کیا رہے برہمن چھتری جنکو کچھہ آسودگی
ہی اونکو عیش و نشاط سے کب فرصت ہی ورنہ اپنے ہی گھر
کے ہزارون دھندون مین گرفتار ہین تمام عمر ہتھیار کی
صورت دیکھنے کا اتفاق نہین ہوتا سپاہگری کو موجب ہتک
سمجھتے ہین جو بڑے بڑے راجاؤن پر خیال کیا جاے تو اونکو
عیاشی کے سوا کچھہ بھی نہین آتا جو کام لڑائی مردآزمائی کا ہی
اوسے اونھون نے پانچ روپیہ کے پیدل سے تعلق کردیا اسلیئے

جب کبھی دنش بارہ سپاہی بھی سرکاری چڑھجاتے ہین تو یہہ بیچارے
کان دباکر غول کے غول جوتی چھوڑکر کافور ہوجاتے ہین پھیر
اِس فوج باغی کے مقابل مین ان سے کیا ہوسکتا تھا یہہ کس
مرض کی دوا تھے یہہ تو اپنی جان کی خیر مناکر گھرون مین چھپ
رہتے تھے۔ اور وہین سے سرکار کی دن رات فتحیابی
کی دعا مانگتے تھے اور وجہ اوسکی یہہ ہی کہ سرکار ہی کی فتح
سے انکے لیئے صورت امن و امان کی متصور ھی اور اگر کوئی
کہے کہ یہہ لوگ اگر مارنیکے قابل نتھے تو جان نثاری کے
لائق تو تھے اگر یہی اون سے ظہور مین آتا تو فرائض خیر
خواہی سے کچھہ تو سبکدوش ہو جاتے جواب اوسکا یہہ ہی کہ جسے
منو نے تقسیم اقوام کی ہی اوسی وقت سے یہہ کام مرنے
مارنے کا متعلق چھتریون ہی کے رہا ہی برہمن بنیئے اور سودر
کے لیئے اسکی ممانعت ہی اِن لوگون نے یہی اپنے لیئے
مناسب سمجھا ھی کہ جب جس زمانے مین جو راجہ ہو اوسکی
دل وجان سے فرمانبرداری کرین اور جب جسکے نام کی دہائی
ہو اوسکی رعیت اپنے تیئن تصور کرین اس زمانہ کل جگ مین
ہر ایک ذات کے راجا چھتری سے لیکر شودر تک ہوگئے اور اس

ہزار برس مین ایسی جلد جلد سلطنتین مغل پٹھانون مرہٹون
وغیرہ کی زوال پذیر ہوئین کہ جنکی حکومت مین رہتے رہتے
انکی یہہ عادت ہوگئی گویا بادشاہت کا بگڑنا بننا انکے لیئے ایک
تماشا ہی اور سوائے ازین یہان انکے وہ حق حقوق ہی نہین
جسکے واسطے انگلستان والے اپنے بادشاہ چارلس
سے لڑے وہ تمناے آزادی ہی نہین کہ جسکے لیئے اہل فرانس
اپنے شاہنشاہ لوئس سے منحرف ہوگئے وہ سامان اتحاد ہی نہین
کہ جس سے اطالیہ کی سلطنت قائم ہوگئی یہان کوئی پیٹریٹزم کے معنی
ہی نہین جانتا جسکے لیئے اب پولینڈ والے جان دے رہے ہین یہان
لوگون نے تو سرون پر اپنے جوتیان رکھالی ہین جسنے جوتی پکڑ لی
اوسی کے غلام ہوگئے جب انھون نے محمد شاہ تغلق سے مجنون بادشاہ اور
نادر شاہ ظالم بادشاہون کی غلامی سے انکار نکیا تو اور دوسرا کیا
کہنا ہی اگر سچ پوچھیئے تو اسی غریبی اور غلامی کا یہہ ثمرہ ہی کہ خدا
ان لوگون پر ترحم فرما کر جیسے کوئی گاے کو قصاب سے چھڑا لیتا ہی
اور ان مختلف اقوام کے بدمزاج ظالم راجا بادشاہون سے اونکو نجات
دیکر سرکار انگریزی کے سایہ عاطفت مین جو سراسر منصف اور رحیم ہی لا کر الا حقیقت
ہین اوسکی مہربانی ہی نہ ہم کو کچھہ دعوی اپنے زور و طاقت آزمائی

पेट्रिआटिज़्म

پیٹریٹزم بمعنی حب وطن

سلطان محمد تغلق کی تواریخ ... معلوم ...

کا نہین ہی ہم لوگون کی یہی غریبی اور اطاعت ہماری شہزوری ہی
الغرض ۲۲ جنوری ۱۸۵۷ء کو کپتان رئیٹ صاحب نے سترموین پلٹن کے
اپنے کمانڈنگ افسیر میجر بانٹن کو اِس مضمون کی رپورٹ کی کہ یہان
دمدمے مین جو انفلڈ رئفل بغرض تعلیم دیا گیا تھا اوس سے ہندوستانی
سپاہی بہت گھبرا گئے ہین اور کسی بدمعاش نے یہہ بھی افواہ اڑایا
ہی کہ کارتوسون مین گاے اور سُور کی چربی لگی ہی اور سپاہیون
کو اس افواہ کا اس وجہ سے یقین ہو گیا ہی کہ کسی خلاصی نے میگزین
کے ایک سپاہی سے پانی کا لوٹا مانگا تھا جب اوس نے ندیا تو خلاصی نے
کہا کہ کیون صاحب لوٹا دینے مین تو بخوف جانے دھرم کے آپ یہہ انکار کرتے
ہین لیکن جب سور اور گاے کی چربی کے لگے کارتوس دانت سے کاٹنے پڑینگے تو
فرمائیے آپ کی کیا ذات رہ جاویگی اور کل بھی بوقت شب کے اکثر سپاہی مجھہ سے
یہہ کہتے تھے کہ صاحب یہہ افواہ تمام ہندوستان مین مشہور ہو گیا ہی اب جس وقت
ہم گھر کو جائینگے کوئی ہمارے ساتھہ کھانا نہ کھائیگا نہ پانی پیئیگا
مین نے اگرچہ اونکو سمجھایا کہ بھیڑ کی چربی اور موم اِسمین لگا ہی لیکن اسپر سپاہیون
نے کہا کہ صاحب جو آپ فرماتے ہین سچ ہی لیکن ہمارے بھائی بند اِس بات
پر یقین نہ لاوینگے مناسب ہی کہ آپ ہمکو ترکیب اسکی فرماوین ہم بازار سے
مصالحہ اسکا لاکر اپنے ہاتھہ سے بنا لینگے تا کہ اون سب کے کہنے کو جگہ نہو کہ ان

کارتوسون مین کوئی ایسی چیز نہین ہی کہ جس سے ذات کا نقصان ہو دو ایک دن بعد اِس رپورٹ کے جب پریڈ پر سپاہیون سے پوچھا گیا تب بھی سپاہیون نے یہی کہا کہ صاحب جیزی کا ہم لوگون کو اسمین شبہہ ہی بجائے جیزی کے کارتوسوں مین تیل اور موم لگانے کی اجازت ہو جنرل ہیرسی نے اسکی رپورٹ ڈپٹی ایجوٹنٹ جنرل کو کی اور سپاہیون نے جس امر کی درخواست کی تھی اوسکی منظوری طلب کی وہان تین روز تک یہہ مقدمہ زیر تجویز رہا بعد ملٹری دپارٹمنٹ مین سکریٹری کے پاس بھیجا گیا وہان سے ٢٧ جنوری کو اِس مضمون کا جواب آیا کہ گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل جنرل ہیرسی صاحب کی تجویز کو منظور فرماتے ہین اور سیالکوٹ و رانبالے مین بھی جہان انفلڈ رفل کو چلانیکے لیئے بغرض تعلیم حکم ہوا ہی اگر سپاہیون کی یہی خوشی ہو تو یہی تدبیر عمل مین آوے افسوس اگر اوسی دم یہہ اشتہار گزٹ مین مشتہر ہو جاتا اور سپاہیون کو تمام حال مفصل سمجھا دیا جاتا تو ہرگز بلوا نہوتا لیکن مشیت الہی کچھ اور تھی اور یہہ اظہار کرنا تھا کہ انگریز اس ملک مین کچھ ہندوستانی فوج کے بھروسے پر حکومت نہین کرتے بلکہ اونکو تمام سہارا خدا کے فضل و کرم کا ہی اگرچہ یہان کے بدمعاش اپنی بدمعاشی سے نگذرے اور انکے زن و بچہ کو قتل کیا لیکن اونھون نے اپنے جادۂ انصاف سے ہرگز تجاوز نکیا جیسی بیشتر لطف پرورش و ترحم و انصاف اپنی رعایا پر رکھتے تھے اوس سے بھی زیادہ متوجہ

داد دہی و ترحم ہوئے۔ توپخانے کے انسپکٹر جنرل سے جب دریافت کیا گیا کہ کارتوس مین کس چیز کی چکنائی لگائی جاتی ہی اگر استعمال چربی کا ہی تو آیا بکری یا بھیڑ کی ہی چربی کام مین آتی ہی یا گاے بیل او سؤر کی چربی بھی اوسمین ملائی جاتی ہی اسپر انسپکٹر جنرل نے لکھا کہ چکنائی چربی اور موم کی لگائی جاتی ہی اور چربی کے لیے ایک آدمی کو ٹھیکہ دیدیا گیا ہی مگر اوس سے ایسی کوئی شرط نہین ٹھہری کہ وہ گاے سؤر کی چربی اوس مین نہ ملائے۔ شروع مین جو کارتوس گورون کی پلٹن کے لیے بنائے گئے تھے شاید اوسی مین سے کچھ دمدمے کے لیے بھی بھیجے گئے انسپکٹر جنرل نے یہہ بھی لکھا کہ ہمکو اسکا افسوس ھی کہ ہندوستانی سپاہیون کے لیے بے چربی کے کارتوس نہین اور نہ ہمکو اس بات کا خیال رہا۔ ادہر دمدمے والون نے بہرام پور والی اونیسوین پلٹن کو اپنے ساتھہ ملا لیا۔ ۱۹ فروری کی رات کو اس پلٹن کے سپاہی یکایک پریڈ پر جا کر اکھٹے ہوئے اور کرنل مچل صاحب کمانڈنگ افسر اس بات کے سنتے ہی دو توپ اور ایک سو اسی سوار جو چھاونی مین موجود تھے لیکر پریڈ پر گئے۔ اور پلٹن کے سپاہیون سے اونکا حال دریافت کیا تو اونھون نے صاف جواب دیا کہ ہمنے سنا ہی کہ آپ نے ہم لوگون کے اوڑانے کے لیئے گورون کی فوج درصورت

انکار کاٹنے اِن کارتوسون چربی آمیز کے طلب کی ہی اس سے
ہمکو یہہ اضطراب ہوگیا ہی کرنل مچل صاحب نے اونھین جو کچھہ حق سمجھا نکا
تھا سمجھایا اور اون سے اوس وقت ہتھیار رکھوا لیے اور کارتوس
بھی منگوا کر اونھین دکھلائے۔ بہت سے کارتوسون کی نسبت تو اونھون
نے مانا کہ اسمین چربی نہین ہی لیکن بہتون کی نسبت اونھون نے
کہا کہ اسمین چربی لگی ہی اسپر کرنل مچل صاحب نے اونسے کہا کہ اب
بندوق کے بھرتے وقت کارتوس دانت سے نہین کاٹنے پڑینگے ہاتھہ سے
توڑ کر بھرے جائینگے الحاصل سپاہی حسب دستور اپنی نوکری کرتے رہے
اور چونکہ گولنداز اور سوار بھی ہندوستانی تھے مگر سبب اسکے کہ اونھین
کارتوس کاٹنے کا کچھہ کام نہین تھا اِسلیئے وسے ویسے ہی فرمانبردار
بنے رہے اور کچھہ عذر پیش نہ لائے بنتیک اگر کارتوس کے سوا کچھہ
اور امر سبب اس بلوے کا ہوتا تو جب وہان ایک گورا بھی موجود نہ تھا
اوسی وقت عذر ہوجاتا مگر گورنر جنرل نے ان باتون پر کچھہ لحاظ
نہ کیا اور انیسوین پلٹن کو بارکپور مین بلا کر اوسکا نام کاٹ دیا سب
سپاہی اور افسر ہندوستانی دفعۃً موقوف ہوگئے اور سبکے ہتھیار پریڈ پر
تمام فوج کے روبرو رکھوا لیئے گئے اِس پلٹن کا یہہ حال سُنکر
سب ہندوستانی سپاہیون کا دل مکدر ہوگیا اور جو شبہہ اونکے دلون

مین تھا کہ سرکار لوگون کا ایمان لینا چاہتی ہی وہ اور بھی سخت ہو گیا گورنر
جنرل کو ہر طرف سے اسکی خبرین آنے لگین اور بد معاشون نے اس شعلہ فساد
کے بھڑکانے مین کسیطرح پہلو تہی نکی چنانچہ بارکپور مین چونتیسوین
پلٹن کے ایک سپاہی نے اپنے افسر پر ہتھیار چلایا اور جو سپاہی اور وہان
موجود تھے اونھون نے اوسکی گرفتاری مین اغماض کیا اسپر گورنر
جنرل نے سات کمپنیان اوس پلٹن کی موقوف کردین اور ایک
سپاہی اور ایک جمعدار کو حکم پھانسی کا دیا اور سترہوین پلٹن کے دو سپاہیو
کو بجرم سازش کالے پانی بھیجدیا گورنر جنرل کو یہہ خیال تھا کہ اِن
ترکیبون سے سپاہیون کے دلپر دہشت ہو جائیگی مگر وہان بجاے دہشت کے اور وحشت
ہوئی اور اونکے دلون مین اور پھپھولے پڑ گئے حتی کہ میرٹھ مین ۵
ماہ مئی کو جسوقت قواعد کے لیئے کارتوس تقسیم ہوئے تو تیسرے رسالے
کے ۸۵ سوارون نے اونکے لینے سے بالکل انکار کیا تب اون
سوارون کے واسطے ۹ تاریخ کو کورٹ مارشل سے پابزنجیر ہوکر بامشقت چھ
برس سے دس برس تک قید رہنے کا حکم ہوا اور اونکو جیلخانے مین بھیجدیا اس
کی اونکے بھائی بندون کو برداشت نہوئی اور دسوین کو بروز یکشنبہ
وقت شام چھاونی کے سب ہندوستانی سپاہیون نے بلوا کرکے لینون مین
آگ لگا دی اور وہان انگریزون اور میمون اور بچون کو جو سامنے آیا قتل کرنا شروع

۸۵ ... رسالہ نمبر ۱۲

کیا رسالے کے سوارون نے جیلخانے مین جاکر اپنے ساتھی سوارون
کو چھڑا لیا اور اونکے ساتھ اور بھی جتنے قیدی تھے سب کو رہا کردیا
شہر کے بدمعاشون نے ان سپاہی سوار اور قیدیون کے ساتھ
ملکر ایک عذر عظیم برپا کردیا جو جو کام نکرنے کے تھے سب کیے سچ ہی
ایسی ہی جگہہ شدنی اپنا ظہور دکھاتی ہی اور ایسے ہی مقام پر قسمت یا مشیت
ایزدی کا اقرار کرنا پڑتا ہی دو ہزار دو سو سے زیادہ گورے پیدل
اور سوار اوس وقت چھاؤنی میرٹھ مین موجود تھے کہ جو دس ہزار فوج
ہندوستانی کا مقابلہ کر سکتے تھے لیکن جنرل ہیوٹ نے ان بلوائیو کا
کچھہ تدارک نکیا اور بلوائیون نے چاندنی رات مین آرام سے دلی کا راستہ
لیا دوسرے روز دہلی پہونچکر وہان بھی میرٹھ کا سا حال کیا تمام فوج ہندوستانی
باہم ملگئی اور چونکہ گورونکی فوج وہان کچھہ نتھی اسلیئے غارتگری اور لوٹ کا
بازار خوب گرم ہوا اندھے شاہ عالم کے پوتے بہادر شاہ جو لال قلعے
مین بنام نہاد بادشاہ سرکاری پنشن دار تھے اب بادشاہ ہوئے سوارون
کو قید ہونے کی ہتک کی غیرت اور سپاہیون کو چربی لگے کارتوس کی دہشت
نے ایسا دیوانہ کیا تھا کہ نہ تو اونکو نیک و بد کا کچھہ خیال رہا اور نہ
حق و باطل کی مطلقاً تمیز رہی اسی عرصے مین ہزارہا قیدی چھٹے اور انھون
نے شہر اور چھاؤنی کے لچے بدمعاش قصاب ڈوم چمار

भीष्मशिखडी

فقیر بھلے منگے مہتر سائیس گھسیارے خدمتگار خانساماں
سے اور جملہ کمین اور رزیل سے جو چپراس باندھکر برقندازی کرتے تھے
خواہ بُرا بُرا اچھا یا تِلک لگا گھنٹوں تک گھنٹہ ہلایا کرتے تھے شامل
ہوکے وہ وہ بے اعتدالیان اور زیادتیان کین کہ جنکے لکھنے سے
ہمین شرم آتی ہی اور ہندوستان کے نام کو وہ داغ بدنامی کا لگایا کہ
جسکے دور ہونے کی اب کوئی صورت نظر نہین آتی یہہ بات کچھہ زمانہ
مہابھارت ہی مین نہین تھی کہ بھیشم نے سکھنڈی پر ہتھیار نہین
چلایا تھا بلکہ اب بھی جب ہیرا سنگھ کی طرف سے سکھون کی فوج
نے لاہور کے قلعے کا محاصرہ کیا تھا اور شہر کی رنڈیون کو پکڑ لاکے
توپون کے پہیون سے باندھ دیا تھا اجیت سنگھ سندھان والے نے اپنی
توپ اور بندوقونکا مُنہہ ایسا پھیر دیا کہ ایک رنڈی پر بھی اونکا صدمہ
نہین پہونچا لیکن ان کمبختون نے قتل زن و فرزند سے ذرا بھی
خوف نہ کرکے ناحق اپنے تئین دھبّہ لگوایا۔ اور اونکے ہتک آبرو اور
تکلیف دہی سے اپنے عیب سنگدلی کو ظاہر کیا خیر حقیقت حال جو ہو سو
ہو لیکن خالی ہونا دِلّی کا گورون سے اور آجانا اوسکا قبضے مین بلوائیون
کے موجب تمام اِس خرابی کا ہوا مسلمانون کے دلون مین بادشاہت
دہلی کے قائم ہونیکی اُمید پیدا ہوگئی اور صوبہ دار ناظم وزیر بخشی

نواب ہزاری ہر طرح کے خطاب دولہ۹؎ اور جنگ۱۰؎
حاصل کرنیکا اور مفت مین جاگیر اور معافیون کے کھانے کا حوصلہ
پیدا ہوگیا کتنے ہی گوبر گنیش ہندو بھی جو انگریزی عملداری کو بُرا جانتے تھے
اونکی باتون مین آگئے جو لوگ لوٹ کھسوٹ اور غارتگری کو اپنا
پیشہ جانتے تھے سب کے سب ضعف انتظام سرکاری سے
قوی ہوگئے ہندوستانی پلٹن اور رسالون نے جابجا سے اپنے
افسرون کو مار بنگلے اور چھاونی کو پھونک خزانہ لوٹ جیلخانے توڑ کسی
نے کسی بات پر اور کسی نے کسی شبہے پر دہلی کو کوچ کرنا شروع کیا چنانچہ
جب صاحب کلکٹر گورکھپور نے اپنا خزانہ حفاظت کے لیئے اعظم گڈہ
بھیج دیا اور اعظم گڈہ کے صاحب نے اوسے بنارس روانہ کرنا
چاہا تو پلٹن والے جنکے پہرے مین وہ خزانہ تھا اسی سے ناخوش
ہوکر باغی ہوگئے بنارس مین اسکی خبر ہوتے ہی چوتھی جون کو کرنل
نیل نے یہہ مناسب جانا کہ ہندوستانی سوار سپاہیون سے ہتھیار
لے لیئے جاوین اوس وقت بنارس مین ایک پلٹن ہندوستانی
اور ایک سکھونکی اور ایک رسالہ موجود تھا جب انکو پریڈ پر بلاکر حکم
ہتھیار رکھنے کا سنایا گیا تب وہ بھری ہوئی توپین اور فوج گورہ
دیکھکر گھبرا گئے چاہا کہ اپنے افسرون پر حملہ کرین لیکن بہت سے

۹؎ شجاع الدولہ آصف الدولہ سراج الدولہ وغیرہ
۱۰؎ صلابت جنگ [؟] جنگ نصرت جنگ [؟] وغیرہ

॥न्हा रावधुघूपथ

تو وہین گورون کے ہاتھ سے مارے گئے اور باقی جو بچے جونپور
کی راہ سے اودہ کو چلے گئے اِنکے جانے سے جونپور مین بھی
فساد ہوگیا اور اودہ مین آتش غدر نے اپنا اثر کیا بنارس کا حال
سُنکر ۶ ماہ جون کو الہ آباد مین سپاہیون نے بلوہ کیا اور ایک
مولویصاحب نے کچھ بدمعاشون کے ساتھ ملکر جھنڈا جہاد
کا کھڑا کیا لیکن بڑی خیریت یہہ رہی کہ قلعے پر گورے قابض
تھے اسی عرصے مین ۵ ماہ جون کو کانپور کے سپاہیون نے بلوا کیا
اور نانا راؤ دھندو پنتھ جو باجے راؤ پیشوا کا متبنّیٰ تھا اوسنے
ہندؤون کو بٹہ لگایا بٹھور سے آکر اونکا سردار ہوا بعد وفات باجے
راو کے سرکار نے اوسکی پنشن بالکل موقوف کردی تھی اسی سے
اوسکے دل مین سرکار کی طرف سے عناد پڑ گیا تھا اسنے جنرل ہویلر صاحب
کا بارکون مین جاکر محاصرہ کرلیا اوس وقت جنرل ہویلر صاحب
کے ساتھ مرد عورت لڑکا لڑکی ملکی فوجی سوداگر ملاکر قریب سات سو
انگریزون کے ہونگے غرض ۲۲ روز تک باہم خوب گولہ اندازی
ہوتی رہی آخر کو جب جنرل صاحب زخمی ہوئے اور رسد اور
گولہ باروت اختتام کو پوہنچا تب انگریزون نے نانا سے قول
قرار کرکے مورچے چھوڑ دئے نانا نے انکے ساتھ دغا کرکے

سبکو مار ڈالا اسی عرصے مین ۲۴ ماہ جون کو فتحگڈہ سے کچھہ انگریز جنکی تعداد سو یا دوسو کے سپاہیون کے بلوے سے بچکر ناؤ کے حال سے بحر دریا کی راہ سے کانپور کیطرف چلے آتے تھے کہ نانا نے اونکو بھی گرفتار کرکے تہ تیغ کیا ۱۸ کو فتحگڈہ مین بلوا ہو گیا اور نواب تفضل حسین خان رئیس فرخ آباد وہان کے بلوائیون کا سردار مقرر ہوا اسی طرح اودہ مین برجیس قدر واجدعلی شاہ کا بیٹا از سر نو مسند پادشاہت پر بیٹھا مگر چونکہ یہہ لڑکا تھا اسلیئے اوسکی مان بیگم بانی بانی اِس فساد کی ہوئی ۳۰ جون کو سر ہنری لارنس صاحب چیف کمشنر اودہ نے لکھنؤ سے تھوڑی دور نکلکر بمقام چنہٹ باغیون کا مقابلہ کیا چونکہ تعداد باغیون کی زیادہ تھی اور ادھر ہندوستانی گولندازون نے بھی جو سرکار کی طرف تھے دغا کی اِسلیئے ناچار صاحب ممدوح پھر گیئے اور سب انگریزون کو مع عیال و اطفال لیکر بیلی گارد کی کوٹھی مین جسکو رزیڈنٹی کی کوٹھی کہتے ہین چلے گیئے باغیون نے انکو گھیر لیا۔ اودہ مین جب عملداری سرکار ہوئی تھی تو سرکار نے بنظر پرورش رعایا بندوبست مالگزاری کا زمینداران سابق کے ساتھہ کیا تھا اس سے وہان کے تعلقہ دارون کو بہت نقصان ہوا تھا اور اسی وجہ سے جب یہہ بلوا ہوا تو وے تعلقہ دار سب شریک اہل بلوہ

चिन्ह

ہو گئے۔ اس ملک کی بھیڑ چال ہی یعنی بڑون کے قدم پر چھوٹے
بے دیکھے بھالے خواہ مخواہ قدم رکھتے ہین اسلیئے رعایا بھی اپنا
نفع نقصان کچھ نہ دیکھکر تعلقہ دارون کے ساتھ شریک بلوہ ہو گئی
اور تمام ملک اودہ مین غدر مچگیا مگر ہزار آفرین بیلی گارد والون پر
کہ جنھون نے باوجود اِس قلت جمعیت کے ایک کو بھی اپنے پاس
پھٹکنے نہ دیا۔ ہمنے ایک مسلمان سے جو لکھنؤ کے رہنے والے تھے
دریافت کیا تھا کہ کیا وجہ ہی کہ آپ باوجود اس جمعیت کثیر لاکھون
آدمی کے چار پانچ سو انگریزون کو بیلی گارد سے نہین نکال سکتے
تھے کہنے لگے کہ صاحب وے تو گولہ اندازی مین سحر کرتے تھے مطلق
توپ بھرنے کے لیئے دم نہین لیتے تھے برابر گولے مارے
چلے جاتے تھے۔ سچ ہی کہ انگریزون کو فن گولہ اندازی مین ایسی ہی
مہارت ہی شروع ماہ جون مین روہیلکھنڈ مین بھی بغاوت ہو گئی۔
بریلی مین نواب خان بہادر خان باغیون کا سردار بنگیا اور اسی عرصے
مین مئو نیمچ نصیر آباد کی چھاونیون مین بھی غدر ہو گیا اور
ادھر ملکرا اور سیندھیا کی فوج نے بھی نشان بغاوت بلند کیا
جھانسی جسے سرکار نے ضبط کر لیا تھا وہان رانی نے پھر اپنی
حکومت قائم کی الغرض ممالک مغربی اور اودہ مین بالکل غدر

ہوگیا۔ صوبۂ بہار اور بندیلکھنڈ مین بھی اس فساد کے شعلے نے جا بجا
اثر کیا کہین کم کہین بیش غرض کوئی مقام اسکے صدمے سے محفوظ نرہا
آگرے کا قلعہ البتہ غدر سے مامون رہا خیر اِسی چند روز کے
عرصے مین ہمارے ہندوستانی بھائیون کو عملداری ہندوستانی
کا مزہ معلوم ہوگیا باوجودیکہ ایسی فوج باغی بادشاہ دہلی کے
ہاتھ لگی جیسے اندھے کے ہاتھ بیٹر کہ جیسے اوسکے بزرگون نے کبھی خواب
مین بھی ندیکھا ہوگا جسپر بھی کچھ نہوسکا اور ملک کا یہہ حال ہوا کہ تار
توٹ گیا ڈاک اٹھہ گئی ریل لٹ گئی راستہ بند ہوگیا دن دہاڑے ڈاکا
پڑنے لگا جسکی لاٹھی اوسکی بھینس ہونے لگی واہ کیا اچھی سلطنت
تیموریون کی قائم ہوئی۔ پہلے تو گورنر جنرل بہادر نے سوچا تھا کہ
نادان لوگ اپنی بیوقوفی سے آپ واقف ہوکر شرمندہ ہونگے لیکن اس
غدر کو جب طول ہوا تو ہر طرف سے فوج کے جمع ہونے کا حکم دیا اگرچہ
پنجاب مین گورے زیادہ تھے لیکن زبردست سرجان لارنس صاحب
لفٹننٹ گورنر پنجاب نے وہ انتظام کیا کہ بغاوت کی ہوا کو بھی وہان آنے نہ دیا
اور جن ہندوستانی پلٹنون پر شبہہ ہوا فوراً ہتھیار چھین کر اونھین
نکال دیا ادھر کمانڈر انچیف نے بھی قریب پانچ سات ہزار فوج کے
اپنے ہمراہ لے کرنال سے چلکر ۸ ماہ جون کو دلی کے سامنے

پہاڑی پر ڈیرے جما دئے لڑائی شروع ہوگئی سر جان لارنس صاحب
سے جہانتک ہوسکا برابر پنجاب سے اِس فوج کی مدد بھیجتے رہے باغی
خوب حملہ کرکے مقابلے کو آتے تھے لیکن مجبور ہوکر بعد کٹنے مرنے کے
جو بچتے تھے وہ اپنا سا مونہہ لیکر اُفتان خیزان شہر پناہ کے بھاگ اندر
جاتے تھے لیکن کمبخت سپاہی بھی کیا کرتے جب اونکو ایسے ایسے شاہزادے
سردار ملے تھے کہ جو کانپتے ہوئے تو گھر سے باہر نکلتے تھے اور
توپ کے چلتے ہی گھوڑے کی باگ شہر کو پھیر دیتے تھے اور ہاتھ
پاؤن مین دوپٹہ لپیٹ کر پان کی پیک سے اپنا بدن لال کرکے
زخمیون کے بہانے سے واویلا کرتے کراہتے اپنے گھرون
کو چلے آتے تھے حتیٰ کہ ۱۴ ستمبر کو انگریزون نے شہر پر حملہ
کیا اور اپنا مورچہ شہر پناہ کے اندر جا جمایا - ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸
کو شہر کے گلی کوچون مین خوب لڑائی ہوتی رہی ایک ایک قدم پر
لاشون پر لاشین گر گئین ۱۹ کو فوج سرکاری قلعے مین داخل
ہوئی باغیون سے دلی بالکل خالی ہوگئی - تقریباً چار ہزار سپاہی
منجانب سرکار مع مجروحون کے اس معرکے مین کام آئے اور
دشمنون کے مارے جانے کی کچھ انتہا نہین یہہ سانحہ نادرشاہی
سے بھی بڑھکر ہوگیا یقین ہی کہ دہلی والون کے دل سے قیامت

تک نہ بھولیگا بادشاہ قلعہ چھوڑکر باہر چلے گئے تھے لیکن بوعدہ جان بخشی مع اپنی بیگم اور لڑکے کے مقید ہوکر چلے آئے اودھر جنرل هیولاک صاحب شروع جولائی مین بمعیت دو ہزار گوروں اور ہندوستانیوں کے الہ آباد سے چلکر بارہوین کو فتحپور مین پہنچے اور پندرہوین کو پاندو ندی کے کنارے ناناکی سپاہ کو اور سولہوین کو کانپور کے باہر خود نانا کو شکست دیتے ہوئے سترہوین کو کانپور مین داخل ہوئے بعد ازان لڑتے بھڑتے ہٹتے ہٹاتے جنرل اوٹرم کے آتے ہی ۲۶ ستمبر کو فوج لکھنؤ پہونچکر بیلی گارد والون سے جا شامل ہوئی پھر نوین نومبر کو نئے کمانڈر انچیف سر کالن کمیل جنکو اب لارڈ کلائڈ کہتے ہین تین چار ہزار سپاہیون کے ہمراہ کانپور سے روانہ ہوکر لکھنؤ پہنچے اور جو لوگ بیلی گارد مین گھرے ہوئے تھے بڑی حکمت عملی اور ہوشیاری سے اونکو نکالکر اوس ہجوم مین سے باغیون کے صحیح و سالم کانپور لے آئے اور بوقت مراجعت تھوڑی سی فوج لکھنؤ کے باہر عالم باغ مین زیر حکم اوٹرم صاحب کے چھوڑ آئے جب کانپور کے متصل باغیون کے قلع وقمع سے سرکار کو اطمینان حاصل ہوگیا تب کمانڈر انچیف صاحب پھر قریب بیس ۲۰ ہزار سپاہ اور ۲۰۰ ضرب توپ کے لیکر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوئے اور شروع مارچ مین لکھنؤ کے

مقابل ہورہے جا جائے اور ادھر نیپال سے مہاراج سر جنگ بہادر
بھی کہ اسم با مسمّٰی تھے سات آٹھہ ہزار سپاہ جرار گورکھہ لیکر سرکار کی مدد کے لیئے
لڑتے بھڑتے دشمنون کو بھگاتے وہان آموجود ہوئے ۶ تاریخ سے لڑائی
شروع ہوگئی گیارہوین کو پل آہنی پر سرکار کا قبضہ ہوگیا ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ اور
کو نہایت سخت لڑائی ہوتی رہی ہر مکان سے کوچہ و برزن کے گولی چلتی
رہی ادھر جوانان سرکار آتش غضب سے افروختہ اودھر باغی ہجوم ناامیدی
سے افسردہ ہوکر خوب ل توڑ توڑ کر متعدد مصروف بیکار رہے خوب مال و اسباب
غنیمت کا فوج سرکاری کے ہاتھہ لگا برجیس قدر اور نانا راو دونون نیپال کیطرف
بھاگ گئے جو باغی سرکاری توپ کے مونہہ سے بچکر بھاگا وہ ترائی مین ناشتہ
درودام ہوا اور جو اوس سے بھی جان بچا لیگیا وہ بیمار ہوکر لقمۂ نہنگ اجل
ہوا - دہلی اور لکھنؤ کے ٹوٹتے ہی باغیون کی کمر ٹوٹ گئی اگرچہ لڑائیان
اور بھی ہوتی رہین لیکن فوج سرکاری نے ہر طرف بلوائیون کو شکست
پر شکست دی غرض جس جس جگہہ فساد تھا ۱۸۵۸ء کے آخر ہوتے ہی جہان
کا تہان فرو ہوگیا اور انتظام اور رعب سرکاری جیسا کہ قبل از فساد تھا اوس
سے بھی زیادہ استحکام کے ساتھہ قائم ہوگیا - مگر ولایت مین اہالیان پارلیمنٹ
کی یہہ رائے ٹھہری کہ مناسب ہی اب ہندوستان تحت حکومت کمپنی سے نکال
لیا جاوے سچ ہی جو کچھہ اللہ تعالی کو کام اس کمپنی سے لینا تھا وہ

ہو چکا دیکھو پلاسی کی لڑائی سے اِس سو برس کے اندر سرکار کمپنی بہادر نے
ہندوستان کو کہان سے کہان پہنچا دیا یعنی جس زمین مین لوگ مویشی تک نہین چراتے تھے
وہان اب عمدہ عمدہ کھیتیان ہونے لگین جہان زمیندار ہمیشہ باقی مالگذاری
کی علت مین پکڑے باندھے جاتے تھے وہان اب بندوبست استمراری
کی بدولت قسط بقسط زر مالگزاری ادا کرکے پانون پھیلائے بیخطر سوتے
ہین جن رستون مین بکری کا گذر نتھا وہان بگھیان دوڑتی چلی جاتی ہین
جہان امیرون کو گاڑی سواری کو میسر نہ آتی تھی وہان بیسون ریل گاڑی موجود ہین
جہان قاصد قدم نہ رکھتا تھا وہان تار برقی لگا ہوا ہی جہان قافلے نہین نبھتے
تھے وہان اب ایک ایک بڈھیا سونا اوچھالتی چلی جاتی ہی جہان ہزار روپیکا
بیوپار ہوتا تھا وہان اب کرورون کی تجارت ہوتی ہی جنکو تمام روز کی مزدوری
مین مشکل سے پاو بھر ستو یا چنے ملتے تھے وہ اب چار آنے روز اور آٹھ آنے
روز کماتے ہین جن کاشتکارون کی کمر مین لنگوٹی تک نہین دکھائی دیتی تھی
اب وہ کردھنی لٹکائے پھرتے ہین جو جو پل نہر جہان سرا دارالشفا بنائے اور جو جو انتظام
پولیس عدالت کیئے اور جو جو اجرا قوانین و علوم و فنون عمل مین لائے اور جو جو اسباب
معیشت و عیش و طرب اس کمپنی نے مہیا کیئے یقین ہی کہ نہ کسی کے خیال مین آئے ہونگے اور
نہ کسی نے کان سے سُنے ہونگے گویا اس ملک ویرانہ پہاڑ و جنگل کو ایک باغ ہمیشہ بہار
بنا دیا اور عجب شان بے نیازی ہی کہ ادھین سوداگرون اور دوکاندارون نے

بصورت کمپنی اپنے بادشاہ سے ایک وقت مین اس ہندوستان کو تجارت
کے لیئے بذریعۂ سند حاصل کیا تھا اور اب اوسی ہندوستان جنت نشان صلاح
جہان کو سلطنت بیخار و خاشاک بنا کر اپنی ملکہ معظمہ وکٹوریا شاہزادی انگلینڈ
کو نذر کر دیا دوسری اگست ۱۸۵۸ع کو پارلیمنٹ سے یہہ حکم نافذ ہوا کہ
اب آیندہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے شہر کا ہندوستان سے کچھہ علاقہ نہین
جو کچھہ اونکا روپیہ ہی اوسکا سود خزانے سے لیلیا کرین حکومت
ہندوستان مین بادشاہ کی رہے یہہ بھی خوش نصیبی ہندوستان
کی تھی کہ سوداگرون کے تحت سے نکلکر خاص ظل حمایت مین اپنے
بادشاہ کے آگیا کالے آدمی بھی ملکہ کی خاص رعیت کہلانے لگے اگر
مسلمان کوئی بادشاہ ہوتا تو بعد اس بلوے کے یہان حکم قتل عام کا دیدیتا
اور شہرون کو ویران کر کے گدھے کا ہل چلا دیتا لیکن صد شکر کہ اوس مہربان رحم
دل متحمل مزاج ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریا نے اپنا اشتہار عفو تقصیر منیر جاری کیا اور
یکم نومبر کو لارڈ کیننگ گورنر جنرل بہادر نے آپ ملاحظہ کر کے الہ آباد مین سب لوگون
کو سنایا کہ جسکے سنتے ہی تمام رعایا کا دل مثل غنچہ کھل گیا نقل اوسکی ذیل مین لکھی جاتی
ہی پڑھنے والون سے امید ہی کہ وہ خدا سے یہی دعا مانگین کہ یا اللہ
ہماری ملکہ معظمہ کوئن وکٹوریا کی سلطنت کو ہمیشہ قایم رکھہ اور ہسی ملکہ رعایا پرور
کو دایما ہم لوگون کا سرپرست بنائے رکھہ آمین ثم آمین ٭

اشتہار

ملکہ معظمہ

باجلاس کونسل بنام والیان و سرداران و جمہور انام ہند

جناب ملکہ معظمہ وکٹوریا بفضل خدا خدیو مملکت گریٹ برٹن و آیرلینڈ
ومضافات واقع یورپ و ایشیا و افریقیہ و امریکہ و آسٹرل ایشیا و ظہیر المذہب کی
طرف سے خاص و عام کی اطلاع کے لیے حسب تفصیل ذیل مشتہر کیا جاتا ہی
واضح ہو کہ بوجوہ کاملہ و بصلاح و اتفاق راے امراے ملتی و ملکی و مختاران
عوام حاضرین جلسہ پارلیمنٹ ہمنے اپنے اس ارادے کو مصمم کرلیا ہی کہ ملک
ہند کا انتظام جنکا انصرام آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو آج تک امانتاً مفوض تھا اپنے
اہتمام مین لیوین پس اس قرطاس کی رو سے ہم اطلاع دیتے اور اعلان فرماتے
ہین کہ بصلاح و اتفاق راے مذکورہ بالا کے ہمنے انتظام ملک مذکور کا اپنے
اہتمام مین لیا اور اس قرطاس کی رو سے اپنی جمیع رعایا کو جو قلمرو مذکور مین موجود
ہین تاکیداً فرماتے ہین کہ ہماری اور ہمارے وارثون اور جانشینون کی
وفاداری اور اطاعت کرین اور جس کسیکو ہم اپنے نام اور اپنی طرف سے ملک کے انتظام
کے لیئے وقتاً بعد وقت آیندہ مقرر کرنا مناسب سمجھین اوسکی فرمانبرداری کیا کرین
اور جو فرزند ارجمند معزز اور معتمد علیہ مشیر خاص نواب چارلس جان وایکونٹ کیننگ صاحب

کی وفاداری اور قابلیت اور فہم و فراست کی نسبت ہمکو اطمینان اور خاطر جمعی کلی حاصل ہی اسلیئے ہمنے صاحب موصوف یعنی وائیکونٹ کیننگ صاحب کو واسطے کرنے انتظام ممالک مذکورکے ہماری طرف اور ہمارے نام سے برعایت ہمارے احکام اور اون آئین کے جو اوس کے پاس معرفت ہمارے وزیر اعظم کے بھیجے جاوین قایم مقام اول اور ممالک مذکور کا گورنر جنرل مقرر کیا اور جو جو لوگ بالفعل کسی عہدے پر کیا ملکی کیا فوجی سرکار آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہان ہین اونکو اس قرطاس کی روسے اپنے اپنے عہدے پر بحال اور قائم فرماتے ہین لیکن وہ ہماری مرضی آیندہ کے مطیع رہین اور سب آئین و قوانین کی اطاعت کرتے رہین جو آیندہ نافذ کیئے جائینگے +

اور والیان ہند کو اطلاع دیجاتی ہی کہ جس جس عہد و پیمان کو آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے کیا یا دہ اوسکی اجازت سے منعقد ہوا اون سب کو ہم برا قبول فرماتے ہین اور اونکا ایفا بکمال احتیاط ہوتا رہیگا اور چشم داشت ہی کہ اون والیان کی طرف سے بھی اسیطرح تعمیل ہوتی رہیگی جو ملک بالفعل ہمارے قبضے مین ہی اوسسے زیادہ کرنا نہین چاہتے اور جب یہہ ہمکو گوارا نہین ہی کہ کوئی اور شخص ہماری مملکت یا حقوق مین دست اندازی کرے تو ہم بھی پیش قدمی کی اپنی طرف سے بہ نسبت مملکت یا حقوق اورون کے اجازت نہ دینگے اور والیان ہند کے حقوق اور منزلت اور عزت مثل اپنے حقوق اور منزلت اور عزت کے عزیز سمجھینگے اور

ہم کو آرزو ہی کہ والیان ہند اور ہماری رعایا کو بھی وہ سعادت اور حسن اخلاق
کی ترقی حاصل ہو کہ جو ملک مین صلح اور حسن انتظام سے پیدا ہوتی ہی
جو لوازم بہ نسبت اپنی دوسری رعایا کے ہم پر واجب ہین وہی لوازم بہ نسبت
اپنی رعایاے ہند کے ہم اپنے ذمہ لازم جانینگے اور بفضل خدا وفاداری
اور راستی کے ساتھ ہم لوازم مذکور کا لحاظ کرتے رہینگے اگرچہ ہمکو مذہب
عیسائی کے صدق کی نسبت یقین کلی حاصل ہی اور جو تسلی خاطر اوس سے ہوتی
ہی اوسکا بکمال شکرگزاری اعتراف تو بھی ہمکو نہ یہہ منصب نہ یہہ آرزو کہ کسی رعیت سے خواہ مخواہ
اپنے عقیدے تسلیم کراوین بلکہ یہہ ہمارا حکم شاہانہ اور مرضی ہی کہ نہ کسی اہل مذہب
کی بوجہ اونکے مذہب کے تائید کیجاے اور نہ کسی کو بوجہ اوسکے اعتقادات کے تکلیف دیجاے
بلکہ سب رعیت کی بموجب قانون کے بغیر طرفداری حفاظت ہوتی رہے اور جو لوگ
ہمارے فرمان پذیر انتظام ملک ہند کے لیئے مامور ہین اونکو بکمال تاکید ارشاد فرماتے ہین
کہ کبھی ہماری رعیت کے اعتقاد اور عبادت مذہبی کی نسبت دست اندازی نکرین والا نہایت ہمارا
غضب ہوگا اور یہہ بھی ہمارا حکم ہی کہ جہانتک ممکن ہو ہماری سب رعیت کو گو کسی قوم یا
مذہب کی ہو بلا تعرض و طرفداری کے ہماری ملازمت مین اون عہدون پر جنکو وے اپنی
علمیت اور قابلیت اور دیانت سے انجام دیسکتے ہون مقرر کرتے رہین
اسکا ہمکو بخوبی علم ہی کہ اہل ہند اوس اراضی کو جو اونکے بزرگون سے اونکو وراثۃ
پہنچی ہی بہت عزیز رکھتے ہین اسلیئے ہمکو بھی اسکا بڑا لحاظ ہی اور بلکہ چاہتے

ہین کہ یہہ حقوق اونکے جو اراضی سے متعلق ہین بشرط ادا کرنے مطالبہ سرکار کے محفوظ
رہین اور ہمارا حکم ہی کہ بوقت تجویز و نفاذ قانون کے عموماً حقوق قدیمی اور ملک ہند
کی رسم و رواج پر لحاظ کامل ہوتا رہے باستماع اس حال کے کہ بعض مفسدون نے جھوٹھ
جھوٹھے افواہین اوڑا کر اپنے ہم وطنون کو ورغلان اونسے بغاوت و خاش کرائی اور ملک ہند
پر ایک بلا نازل کرائی ہمکو نہایت افسوس ہوا اور ہمارے اقتدار کی کیفیت تو لوگون کو
فرو کرنے فساد باغیون مین بیچ میدان کارزار کے معلوم ہو گئی ہی لیکن اب ہمارا منشا یہہ
ہی کہ ان لوگونکا عفو جرائم کرکے جو اس طرح دھوکا کھا گئے ہین اور پھر اطاعت مین
آنا چاہتے ہین اپنا اظہار ترحم کرین *

اس نیت سے کہ آیندہ زیادہ خونریزی نہونے پاوے اور ہمارے ممالک ہند مین جلدی سے
امن امان ہو جاوے ہمارے قائم مقام اور گورنر جنرل بہادر نے ایک علاقے مین کہ ان جملہ لوگون
نے ان ایام غدر مکروہ مین جرم مخالفت سرکار کیئے تھے اونمین سے اکثرونکو امید عفو قصورات
کا بشرائط مخصوص کہا ہی اور جن لوگونکی تقاصیر نے اونکو احاطہ ترحم سے باہر کر دیا ہی اونکی
سزاؤن کی بھی تشریح کر دی ہی۔ چنانچہ ہم اپنے قائم مقام اور گورنر جنرل کے اس عمل کو بکمال
پذیرا اور قبول کرتے ہین علاوہ اسکے حسب ذیل اعلان فرماتے ہین یعنی سوا اون لوگونکے
جنکی نسبت ثابت ہوا یا ثابت ہو وے رعیت سرکار انگریزی کے قتل مین بذاتہ شریک ہوئے باقی اور مجرمون
کی نسبت اظہار ترحم کیا جائیگا مگر بہ نسبت شرکا قتل کے انصاف مقتضی اسبات کا ہی کہ اونپر ترحم نہو
جن لوگون نے جان بوجھکے قاتلون کو پناہ دی ہو یا جو لوگ باغیونکے سردار ہوئے ہون

یا ترغیب بغاوت دی ہو اونکی نسبت صرف یہی عدہ ہو سکتا ہی کہ اونکی جان بخشی ہوگی لیکن ایسے
لوگونکی تجویز سزا مین اون احوال پر جنکے اعتبار سے وے اپنی اطاعت سے پھر گئے کامل
غور کیا جائیگا اور ان لوگونکی نسبت جو بسبب مفسدونکی جھوٹی باتون مین آکر
مجرم ہو گئے بڑی رعایت کیجائیگی باقی اور سبھون سے جو سرکار کے مقابل ہتھیار بند
ہین بموجب اس قرطاس کے وعدہ ہوتا ہی کہ اگر وے اپنے اپنے گھر چلے جاوین اور اپنے
اپنے پیشہ صلح مین مصروف ہون تو اونکے قصورات جو ہماری نسبت اور ہماری
سلطنت اور تخت کی نسبت سرزد ہوئے ہو بلا شرط معاف اور درگذر اور فراموش کر دئے جاینگے
ہماری یہہ مرضی شاہانہ ہی کہ رحم اور عفو کی شرائط مذکور ان سبھون سے متعلق ہون
جو قبل از تاریخ یکم جنوری ۱۸۵۹ء کے شرائط مذکور کی تعمیل کرین
اور ہماری دل و جان یہہ تمنا ہی جب ملک ہند مین خدا کے فضل سے پھر امن چین ہو جاوے
تو وہان صنائع صلح کی ترقی کرین اور افادہ خلائق کے لیئے کام مثل سڑک و
نہر وغیرہ جاری کرین اور ملک کا ایسا انتظام کیا جاوے کہ جس سے ہماری ساری رعایا
باشندۂ ملک مذکور کو فائدہ ہو کیونکہ اونکی فراغبالی ہمارے لیئے موجب اقتدار اور اونکی
قناعت ہمارے لیئے باعث بے خطری اور اونکی شکر گزاری ہمارے لیئے پورا صلہ ہی اور
خدا قادر ہمکو اور ہمارے فرمانبرداران ماتحت کو ایسی توفیق دیوے کہ یہہ ہماری مرادین
واسطے فائدہ ساری خلائق کے اچھی طرح حسن اختتام کو پہنچین فقط

تمت